بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد: 75/شمارہ 42/ 15/اکتوبر 2026ء،3جمادی الاول،1448 ہجری قمری/15/اخاء1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

شعائر اللہ کی عظمت

ذٰلِكَ ۗ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ ﴿۳۳﴾ لَكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ ﴿۳۴﴾

(الحج:34-33)

ترجمہ: یہ (اہم بات ہے) اور جو کوئی شعائر اللہ کو عظمت دے گا تو یقیناً یہ بات دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ تمہارے لئے ان (قربانی کے مویشیوں) میں ایک مقررہ مدت تک فوائد وابستہ ہیں پھر انہیں قدیم گھر تک پہنچانا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ

شعائر اللہ کی حرمت کے احکام

عَنۡ عَابِسِ بۡنِ رَبِيعَةَ، عَنۡ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ، "أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الۡحَجَرِ الۡأَسۡوَدِ فَقَبَّلَهُ، فَقَالَ إِنِّي أَعۡلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنۡفَعُ، وَلَوۡلَا أَنِّي رَأَيۡتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلۡتُكَ"

[صحیح البخاری/کتاب الحج/حدیث: ۱۵۹۷]

حضرت عابس بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے پاس آ کر اسے بوسہ دیا اور فرمایا: "میں خوب جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے، نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔"

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَوۡمَ افۡتَتَحَ مَكَّةَ: "لَا هِجۡرَةَ، وَلَكِنۡ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسۡتُنۡفِرۡتُمۡ فَانۡفِرُوا، فَإِنَّ هَذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللّٰهُ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالۡأَرۡضَ، وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرۡمَةِ اللّٰهِ إِلَى يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَمۡ يَحِلَّ الۡقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبۡلِي، وَلَمۡ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنۡ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرۡمَةِ اللّٰهِ إِلَى يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ، لَا يُعۡضَدُ شَوۡكُهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيۡدُهُ، وَلَا يَلۡتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنۡ عَرَّفَهَا وَلَا يُخۡتَلَى خَلَاهَا"، قَالَ الۡعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِلَّا الۡإِذۡخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيۡنِهِمۡ وَلِبُيُوتِهِمۡ، قَالَ: إِلَّا الۡإِذۡخِرَ.

[صحیح البخاری/کتاب جزاء الصید/حدیث: ۱۸۳۴]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا اب ہجرت فرض نہیں رہی لیکن (اچھی) نیت اور جہاد اب بھی باقی ہے اس لیے جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو تیار ہوجانا۔ اس شہر (مکہ) کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن حرمت عطا کی تھی جس دن اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے، اس لیے یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حرمت کی وجہ سے محترم ہے یہاں کسی کے لیے بھی مجھ سے پہلے لڑائی جائز نہیں تھی اور مجھے بھی صرف ایک دن گھڑی بھر کے لیے (فتح مکہ کے دن اجازت ملی تھی) اب ہمیشہ یہ شہر اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت کی وجہ سے قیامت تک کے لیے حرمت والا ہے پس اس کا کانٹا کاٹا جائے نہ اس کے شکار ہانکے جائیں اور اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کوئی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اذخر (ایک گھاس) کی اجازت تو دیجئے کیونکہ یہاں یہ کاریگروں اور گھروں کے لیے ضروری ہے تو آپ ے فرمایا کہ اذخر کی اجازت ہے۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت صوفی احمد جان صاحب کے سفر حج کے موقع پر حضرت مسیح موعودؑ کا یادگار مکتوب

1886ء میں جب حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو ایک خط میں لکھا کہ:

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں سے مسکنت وغربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں کہ:۔

اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ، پرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین! تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور ورحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہوجائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار۔ اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظل حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہوجا اور سب کو اپنی دار الرضا میں پہنچا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام وبرکات نازل کر۔ آمین یا رب العالمین۔

(مکتوبات احمد جلد 3 صفحہ 27)

تبرکات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حج بیت اللہ کے موقعہ پر کی جانے والی قربانیاں شعائر اللہ میں داخل ہیں

''پھر فرماتا ہے وَالۡبُدۡنَ جَعَلۡنٰهَا لَكُمۡ مِّنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ اور تُو ان کو بتادے کہ قربانیوں کو ہم نے شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ یعنی وہ انسان کو خدا تک پہنچاتی ہیں اور اُن کے ذریعہ سے دینی اور دنیوی بھلائی ملتی ہے۔ پس قربانی کے دنوں میں قربانیوں کو صف در صف کھڑا کر کے اُن پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے کام آئیں۔ چنانچہ جب وہ ذبح ہو کر اپنے پہلوؤں پر گر جائیں۔ تو خود بھی اُن کا گوشت کھاؤ اور صابر غریب اور مضطر غریب کو بھی کھلاؤ۔ یہ سب مال ہم نے تم کو دیا ہے تاکہ اس کو غریبوں پر خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے جو حج بیت اللہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں اور بتایا ہے کہ یہ قربانیاں شعائر اللہ میں داخل ہیں اور تمہارے لئے ان قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی برکت رکھی گئی ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 54-53)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 09/اکتوبر 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اداریہ

تحریک جدید: غلبہ اسلام کی عالمگیر تحریک

سیّدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ نے باذنِ الٰہی 1934ء میں تحریک جدید کا آغاز اس وقت فرمایا جبکہ اس دور کی طاغوتی قوتیں حکومتِ وقت کی تائید کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو مٹا ڈالنے کے درپے ہوچکی تھیں اور انہوں نے قادیان کے اردگرد احمدیوں کا ماحول تنگ کرکے اور قادیان دارالامان میں ایک تخریبی جلسہ کرکے یہ دعوے کرنے شروع کردئے تھے کہ احمدیوں کو نیست و نابود کردیں گے اور منارۃ المسیح کو نعوذ باللہ مسمار کرکے اسکی اینٹیں دریائے بیاس میں پھینک دیں گے۔

ایسے نازک وقت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کے حکم سے تحریک جدید کا آغاز فرمایا اور اسلام کو تمام دنیا میں پھیلانے اور مستحکم کرنے کی عظیم الشان سکیم دنیا کے سامنے رکھی۔ آپؓ نے اس کیلئے ایک طرف جماعت کو تحریک جدید کے نظام میں مالی قربانی پیش کرنے اور دوسری طرف اپنے نونہالوں کی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔

1934ء کے وہ ایام نہایت پُرفتن ایام تھے۔ احراری ٹولہ جو کہ مسلمانوں کا نیم مذہبی اور سیاسی ٹولہ تھا جماعت کے خلاف کھڑا ہوگیا اور اس نے تمام ہندوستان میں احمدیوں کے خلاف آگ لگادی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’یہ تحریک ایسی تکلیف کے وقت میں شروع کی گئی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کی تمام طاقتیں جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے جمع ہوگئی ہیں۔ ایک طرف احرار نے اعلان کردیا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو مٹادینے کا فیصلہ کرلیا ہے اور وہ اس وقت تک سانس نہ لیں گے جب تک مٹا نہ لیں۔‘‘

تحریک جدید کو جاری کرنے کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’تحریک جدید کو پیش کرنے کے موقع کا انتخاب ایسا عظیم انتخاب تھا جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ انتخاب نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی زندگی میں مجھے جو خاص کامیابیاں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں ان میں ایک اہم کامیابی تحریک جدید کو عین وقت پر پیش کرکے مجھے حاصل ہوئی اور یقیناً مَیں سمجھتا ہوں جس وقت مَیں نے یہ تحریک کی وہ میری زندگی کے خاص مواقع میں سے ایک موقع تھا اور میری زندگی کی ان بہترین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی تھی جبکہ مجھے اس عظیم الشان کام کی بُنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔‘‘ (الفضل 8/ فروری 1936ء)

الحمدللہ کہ یہ تحریک نہایت کامیابی سے شروع ہوئی اور پہلے دس سالوں میں ہی اس نے عظیم الشان ثمرات پیش کئے۔ دس سالوں میں جماعت نے لاکھوں روپیہ چندہ دیا اور 380 مربع زمین خدا کے راستہ میں وقف کی اور جاپان، چین، سماترا، جاوا، سپین، اٹلی، ہنگری، پولینڈ، البانیہ، یوگوسلاویہ اور امریکہ میں مبلغین اسلام بھجوائے گئے۔ افریقہ کے بعض ساحلوں پر بھی مبلغین پہنچے۔ ہزارہا لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور لاکھوں لوگ روشناس ہوئے۔ (الفضل 28/ نومبر 1944ء)

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر نے یہ تمام قربانیاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ ان چوبیس مطالبات کے نتیجہ میں کئے جو حضور انور نے جماعت کے سامنے رکھے ان میں بالخصوص سادہ زندگی کا مطالبہ جس پر حضور رضی اللہ عنہ نے خود بھی عمل کیا اور جماعت سے بھی عمل کرایا جس کے نتیجہ میں احباب کو عظیم الشان مالی قربانیوں کی توفیق ملی اور جماعت نے اپنے نونہال حضور اقدس کی خدمت میں پیش کئے جس کے نتیجہ میں صرف دس سالوں میں جماعت کی ترقی عظیم رفتار پکڑ گئی اور اب تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہُ اللہ کی تحریک وقف نو کے نتیجہ میں وقف زندگی کی تحریک بہت آگے بڑھ گئی اور ہزارہا نوجوانوں کی فوج خدمت دین کیلئے تیار ہوچکی ہے۔ وقف نو کی یہ تحریک بھی دراصل تحریک جدید کے بطن سے ہی پھوٹی ہے۔

الحمدللہ ثُم الحمدللہ کہ اب حال یہ ہے کہ جماعت کی وہ ترقی جو گزشتہ دہائیوں میں کئی سالوں کے بعد ہوتی تھی اب ویسی ترقی کے نظارے سال بہ سال دیکھے جارہے ہیں۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2025ء کے موقع پر جماعتی ترقیات وفتوحات کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا:

ایک سال میں دولاکھ انچاس ہزار چارصد آٹھ سعید روحیں حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔ ان افراد کا تعلق ایک صد گیارہ ممالک سے ہے۔ 356 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ 134 مساجد تعمیر ہوئیں۔ 86 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔ 79 زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کئے گئے، لاکھوں کتب اور پمفلٹس شائع ہوئیں۔ کروڑوں افراد تک پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعہ پیغام پہنچا۔ لاکھوں مریضوں کا علاج کیا گیا۔ دُنیا کے مختلف ممالک میں 620 پرائمری سکول اور 80 سیکنڈری سکول قائم ہیں اور گزشتہ سال تحریک جدید کے حوالہ سے جماعت کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور اقدس نے فرمایا کہ تحریک جدید کے 91 ویں سال میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو تحریک جدید میں 19.55 ملین پاؤنڈ مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

بہرحال جماعتی ترقیات کی یہ ایک مختصر سی جھلک ہے جو صرف ایک سال میں اللہ تعالیٰ نے جماعت پر نازل فرمائی تھی۔ ہم ہندوستان میں رہنے والے احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مسکن میں رہتے ہیں اور یہاں کی روحانی برکات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ لہٰذا اِس اعتبار سے ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں اور یہ اللہ کا احسان ہے کہ بھاری تعداد میں احمدی اپنی ان ذمہ داریوں سے آگاہ ہیں اور بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کررہے ہیں۔ یہ چند سطور تو صرف دُعا کی غرض سے اور یاددہانی کے طور پر لکھی گئی ہیں تا احباب کو یاد دلایا جائے کہ تحریک جدید کا موجودہ سال اب قریب الاختتام ہے۔ لہٰذا ہم سب اپنے اپنے وعدہ جات کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں اور جس بھائی کو توفیق ہو وہ اپنے وعدہ جات پر نظر ثانی کرتے ہوئے وعدہ جات سے بڑھ کر بھی ادائیگی کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانیاں کرنے والوں کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے اور حسنات دارین سے نوازے۔ آمین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے عالمگیر غلبہ کی خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا ہے وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلادے گا اور حُجت و بُرہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 65-64)

***

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس انصار اللہ فن لینڈ کے سالانہ نیشنل اجتماع ۲۰۲۶ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام

پیارے ممبران مجلس انصار اللہ فن لینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو "قرآن کریم" کے موضوع پر اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

میں اس موقع پر اس بارے میں چند ضروری باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔‘‘ (الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

پس ہر احمدی کو اپنی کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے یہ نسخہ آزمانا چاہئے۔ دین بھی سنور جائے گا اور دنیاوی مسائل بھی حل ہوجائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف دو آدمیوں پر رشک جائز ہے ان میں سے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہو۔

مجلس انصار اللہ ایسی تنظیم ہے جسے قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ انصار اللہ کے ذمہ خلافت ثالثہ میں یہ کام لگایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کریں، قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دیں اور گھروں کو بھی اس نور سے منور کریں۔ اسی لئے انصار کی ایک قیادت بھی ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔ پس اجتماع کے اس بابرکت موقع پر یہ عزم کرکے جائیں کہ اپنے گھروں میں خود بھی قرآن کریم پڑھیں گے اور اپنے بیوی بچوں کی بھی نگرانی کریں گے کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے والے ہوں۔

میرا یہ پیغام اپنے میگزین میں بھی شائع کرلیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ قرآن کریم کے مقام کو پہچانیں اور اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں سنوارنے والے ہوں۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نیشنل اجتماع لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ ۲۰۲۶ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو آپ سب کے لئے بے شمار برکات کا موجب بنائے۔ اجتماعات کا اصل مقصد اپنی روحانی اور اخلاقی حالت کا جائزہ لینا، دینی علم میں اضافہ کرنا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ہے۔ اس لیے ہر احمدی خاتون اور بچی کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ نمازوں کی پابندی، تلاوتِ قرآنِ کریم، دعاؤں اور نیک اعمال میں ترقی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور آپ سب کو حقیقی معنوں میں اپنی اصلاح کرنے اور جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے والی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلاصہ خطاب برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ 2026

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ نیشنل اجتماع 2026ء کے موقع پر پُرمعارف اختتامی خطاب کا خلاصہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم ہو جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق قائم کرنے والی، اُنہیں اپنے اُوپر لازم کرنے والی اور اُن پر عمل کرنے والی ہو

اِس بات پر غور کریں کہ پہلے نحن انصار اللہ کہنے والوں نے، جن کا قرآنِ شریف میں ذکر ہے، یہ اعلان کیا تھا کہ ہم مسیح کے مشن کو چلانے میں اُس کے مددگار ہوں گے، اُس کے پیغام کو پہنچائیں گے اور اُس کی مدد کریں گے۔ اور مسیحِ محمدیؐ کے انصار پر تو یہ اِس سے بڑھ کر ذمہ داری ہے کہ اپنے اِس عہد کو پُورا کریں۔ اور جن شرائط پر بیعت کی ہے، اُن شرائط کو پُورا کرنے کے لیے اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ عمل کریں۔ اپنے گھروں کو بھی دنیا کی نجاستوں سے پاک کریں اور بچائیں، معاشرے میں بھی خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کے لیے اُن پر بھرپور کوشش کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا الہرانے کے لیے اپنی انتہائی کوشش کریں

ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ گذشتہ ایک سال میں ہم نے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو اپنی زندگیوں کا حصّہ بناتے ہوئے عہدِ بیعت نبھانے کی کوشش کی ہے؟ اگر نہیں یا اس معیار کے مطابق نہیں کی تو پھر قابلِ فکر بات ہے۔ پھر نحن انصار اللہ کا نعرہ لگا دینا کافی نہیں ہو گا۔ اور انصار اللہ کا دعویٰ پھر خالی دعویٰ ہی ہو گا

(۲۰؍ستمبر ۲۰۲۶ء، نمائندگان الفضل انٹرنیشنل) آج مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ نیشنل اجتماع کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ یاد رہے کہ یہ اجتماع گلفورڈ میں واقع Hook Lane پر موجود پچاس ایکڑ زمین پر منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے اختتامی اجلاس کو بنفس نفیس رونق بخشنے کے لیے امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چار بج کر ۲۶؍منٹ پر اجتماع گاہ میں تشریف لائے۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور چار بج کر ۴۳؍منٹ پر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے جس کے بعد اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

مَیں ہمیشہ آپ کو اِس بات کی یاد دہانی کرواتا ہوں کہ آپ جو انصار اللہ کہلاتے ہیں، آپ جماعت کا وہ حصّہ ہیں جو تجربے اور عمر کے لحاظ سے اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہیں یا اُس گروہ میں داخل ہو چکے ہیں جو عمر اور تجربے کے لحاظ سے آخری عمر کا گروہ ہے۔ اِس کے بعد تو پھر اگلا جہان ہی ہے۔

ہر ناصر کو اِس بات پر غور کرتے رہنا چاہئے کہ ہم نے اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھنا ہے، اپنے لیے بھی اور اپنی اولادوں اور نسلوں کے لیے بھی ہم نے یہ غور کرنا ہے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں۔

ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ احمدی ہونے کے بعد جو ہم نے عہد کیا ہے اُسے کس حدّ تک پُورا کر رہے ہیں؟ اور کس حدّ تک اپنے گھروں میں اُسے پُورا کروانے کے لیے تلقین کر رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم انصار اللہ کی تنظیم میں شامل ہو کر نحن انصار اللہ کا اعلان کرتے ہیں۔ پس اِس بات پر غور کریں کہ پہلے نحن انصار اللہ کہنے والوں نے، جن کا قرآنِ شریف میں ذکر ہے، یہ اعلان کیا تھا کہ ہم مسیحؑ کے مشن کو چلانے میں اُس کے مددگار ہوں گے، اُس کے پیغام کو پہنچائیں گے اور اُس کی مدد کریں گے۔ اور مسیحِ محمدیؐ کے انصار پر تو یہ اِس سے بڑھ کر ذمہ داری ہے کہ اپنے اِس عہد کو پُورا کریں۔ اور جن شرائط پر بیعت کی ہے، اُن شرائط کو پُورا کرنے کے لیے ان پر اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ عمل کریں۔ اپنے گھروں کو بھی دنیا کی نجاستوں سے پاک کریں اور بچائیں، معاشرے میں بھی خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کے لیے بھرپور کوشش کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا الہرانے کے لیے اپنی انتہائی کوشش کریں۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ۔ یقیناً عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس ہمیں اِس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اِس زمانے میں جو سب سے بڑا عہد کیا ہے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ عہد ہے کہ ہم آپؑ کی بیعت میں شامل ہو کر اُن تمام بُرائیوں سے بچنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کریں گے اور تمام نیکیوں کے اختیار کرنے کے لیے اور اپنی روحانیت کو بڑھانے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کا قُرب پانے کے لیے مکمل طور پر اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ کوشش کریں گے اور اِس سوچ کے ساتھ کریں گے کہ ہمارے اِس عمل سے اللہ تعالیٰ ہم پر فضل فرمائے گا۔ یہ کوشش کسی احسان کے طور پر نہیں ہے بلکہ ہمارے ہی فائدے کے لیے ہے۔

ہمیشہ یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ یہ ہمارا عہد ہے اور ہم نے جو عہد کیا ہے، تو وہ صرف عہد برائے عہد نہیں ہے، بلکہ اُس کو پُورا کرنے کے لیے عہد کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ تمہارے عہدوں کے بارے میں تم سے پوچھا بھی جائے گا۔ پس اِس بات کو ہمیشہ ہر احمدی کو اور خاص طور پر ہر ناصر کو مدّ نظر رکھنا چاہئے۔

گذشتہ سال مَیں نے تقویٰ اور بیعت کے حوالے سے انصار کو کچھ کہا تھا اور شرائطِ بیعت پر باتیں کی تھیں۔ اِسی طرح مَیں نے یُوکے جلسہ سالانہ میں بھی اور جرمنی کے جلسہ سالانہ میں بھی شرائطِ بیعت کے مضمون کو ہی بیان کیا تھا اور شرائطِ بیعت کے جو کچھ پہلو تھے، اُن کو سامنے رکھتے ہوئے، اُن پر تفصیلی روشنی بھی ڈالی تھی۔

ہر احمدی اور ہر ناصر کو ہمیشہ اِن باتوں پر غور کرتے رہنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے تقریر کی تو ختم ہو گئیں، اُن کو سُنتے رہیں، جُگالی کرتے رہیں، ایم ٹی اے پر یہ آتی ہیں۔

گو کہ تفصیلی طور پر دوبارہ مَیں نے اِن دو تقریروں میں ساری باتیں cover نہیں کیں جو بیعت کی شرائط میں سے ساری باتیں ہیں، لیکن اِس سے پہلے، کئی سال پہلے، اپنی خلافت کی ابتدا میں شرائطِ بیعت بیان کی تھیں جو کہ کتاب کی صورت میں شائع ہو چکی ہیں۔

بہرحال ہم نے اپنے عہدِ بیعت کو نبھانا ہے، وہ کوشش کرنی ہے، جو انسانی طاقت کے لیے ممکن ہے، اور ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ عہدِ بیعت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔

آپؑ نے تو بڑے واضح طور پر فرمایا ہے کہ میرے سلسلے میں اگر داخل ہوئے ہو، تو یہ سوچ کر داخل ہو کہ تم اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ کے مصداق بننے والے ہو۔ اِس لیے اپنے تمام پُرانے جو مشاغل ہیں، غلط قسم کے کام ہیں، دنیاوی کام ہیں، اِن سب کو دُور کرنا ہو گا۔ اور دنیاوی خواہشات کو دُور کرنا ہو گا۔ اور اپنی ساری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی ہو گی۔ تبھی تم عہدِ بیعت کو پُورا کر سکتے ہو۔ اللہ بہرحال مقدّم ہونا چاہئے۔ ”دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا“ کا عہد کرتے ہیں تو اِس کا مطلب یہی ہے کہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کا حق پہلے ہے۔ پس ہمیں سوچنا چاہئے، اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اِس سوچ کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے ہاتھ پر اگر بیعت کی ہے اور مجھے حَکَم اور عدل مانا ہے، تو پھر

اپنے ایمان اور عرفان میں ترقی کرو۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایمان لاتا ہے، اُسے اپنے ایمان میں یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہئے۔ اور ایمان میں ترقی یہ ہے کہ جو کچھ مَیں نے کہا ہے، اُس پر اتنا یقین رکھو کہ کوئی چیز تمہیں اِس بات سے روکنے والی نہ ہو۔ اور ہمیشہ میری باتوں پر حُسنِ ظنّ رکھو۔ اور یہ سمجھو کہ یہ تمہارے ایمان کا حصّہ ہے۔ کیونکہ میرا آنا اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔

پس آپؑ فرماتے ہیں کہ مَیں آنحضرت ﷺ کی نمائندگی میں آیا ہوں۔ اِس لیے مَیں جو باتیں کہوں اِنہیں غور سے سُنو اور حَکَم اور عدل کے طور پر میری باتوں کو مانو اور اپنے عہدوں کو پُورا کرو۔ اور ہمیشہ یاد رکھو کہ اگر تم یہ نہیں کرو گے تو تم اپنا حق بیعت اور عہدِ بیعت حقیقت میں نبھا نہیں رہے ہو گے۔ پس یہ وہ سوچ ہے کہ جسے ہر ناصر کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

پھر آپؑ کے ارشادات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اِس کے لیے آپؑ کی کُتُب اور ملفوظات کا مطالعہ بھی کرنا چاہئے۔

ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ گذشتہ ایک سال میں ہم نے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو اپنی زندگیوں کا حصّہ بناتے ہوئے عہدِ بیعت نبھانے کی کوشش کی ہے؟ اگر نہیں یا اُس معیار کے مطابق نہیں کی تو پھر قابلِ فکر بات ہے۔ پھر نحن انصار اللہ کا نعرہ لگا دینا کافی نہیں ہو گا۔ اور انصار اللہ کا دعویٰ پھر خالی دعویٰ ہی ہو گا۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آپؑ نے فرمایا تھا کہ عہدِ بیعت میں شامل ہو کر تم اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ میں شامل ہو گئے

ہو۔ اِس لیے تمام پُرانی غلط قسم کی حرکتوں کو چھوڑنا پڑے گا اور دنیا کی بیہودہ قسم کی حرکتیں ہیں، لغویات ہیں، غلط باتیں ہیں، یا ایسی چیزیں ہیں کہ جو تمہیں دین سے ہٹانے والی ہیں، یا تمہارے ایمان کو کمزور کرنے والی ہیں، یا تمہارے عمل میں کسی قسم کی کمزوری ڈالنے والی ہیں، اُن کو تمہیں بہرحال چھوڑنا ہوگا۔ یہ اِسی طرح ہے کہ جیسے تمہارے پُرانے کپڑے ہیں یا گندے کپڑے ہیں، اُن کو اُتار کر صاف اور دُھلے ہوئے کپڑے پہنتے ہو۔ آپؑ نے یہ لفظ استعمال کیا ہے کہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اُتارو اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کرو۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ اِس بیان سے میرا مدّعا اور مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اُس کی تائید میں صدہا نشان اُس نے ظاہر کیے ہیں، ہم یقیناً مانتے ہیں کہ بہت سے نشانات ہیں، آسمانی بھی اور زمینی بھی، جو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے۔ فرمایا کہ اِس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہو۔ اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں، چونکہ وہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں داخل ہوتے ہیں، اس لیے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اُتار دیں۔

جو بھی غلط قسم کے مشاغل تھے، عادتیں تھیں، یا رسمیں تھیں، اُن کو چھوڑنا پڑے گا۔ اور جو موجودہ زمانے کی رسمیں ہیں، نئی نئی باتیں ہیں، بیہودہ چیزیں ہیں، لغویات ہیں، اِن سے بھی بچنا ہوگا، اِن کو بھی چھوڑنا ہوگا۔ تبھی ہم حقیقی احمدی کہلا سکیں گے۔

آپؑ نے فرمایا کہ یہ زمانہ جو آیا ہے یعنی مسیح موعودؑ کا زمانہ یہ پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہے۔ اِس لیے اگر میری بیعت میں آگئے ہو تو پھر وہ تمام باتیں اختیار کرو جو تم کو کرنے کا مَیں نے کہا ہے۔ اور وہ باتیں کون سی ہیں جنہیں کرنے کا کہا ہے۔ وہ بنیادی طور پر وہی باتیں ہیں جن شرائط پر ہم نے بیعت کی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ اِس کی تفصیل مَیں مکمل بیان کر چکا ہوں اور کتابی شکل میں موجود ہے۔ اِس کے بعد آجکل پھر مزید تفصیلات بھی مَیں نے اِس کی بیان کی ہیں، اِن کو بھی غور سے بار بار سننا چاہیئے، ہمارے ریکارڈ میں موجود ہیں، انٹرنیٹ ہر ایک کے پاس ہے، الاسلام کی ویب سائٹ ہے، ایم ٹی اے کی سائٹ ہے، ہر جگہ یہ موجود ہیں۔ اور پھر اِس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ پس یہ جب ہم کریں گے، تبھی ہم اُس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں گے، جو آپؑ کی آمد کا مقصد ہے۔ اور اِس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں گے، جس کے حاصل کرنے کے لیے آپؑ نے ہم سے بیعت لی ہے۔

اِس بات پر آپؑ نے خاص طور پر توجہ دلائی تھی کہ

توحید کا اقرار جماعت کو کرنا چاہیئے اور تبتّل اِلَی اللہ اور ذکرِ الٰہی اور حقوق الاخوان میں خاص رنگ پیدا ہونا چاہیئے۔ یہ ساری باتیں اگر ہوں گی تو تبھی ایک احمدی حقیقی احمدی کہلا سکتا ہے، تبھی ایک ناصر حقیقی ناصر کہلا سکتا ہے، مددگار کہلا سکتا ہے۔ جو مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے والا ہوگا۔ جو اپنی نسلوں کی اِس نہج پر تربیت کرنے والا ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑھ کر حقّ یہ ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے۔ اور یہ عبادت کسی ذاتی غرض پر مبنی نہ ہو۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم نے کچھ فائدہ اُٹھانا ہے اور اِس لیے ہم نے عبادت کرنی ہے۔ یا ہم نے دوزخ سے بچنا ہے اور بہشت میں جانا ہے، اِس لیے عبادت کرنی ہے۔ اگر یہ نہ بھی ہو، تب بھی اُس کی عبادت کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبّت ہو، جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہیئے اور اُس کو سامنے رکھتے ہوئے عبادت ہونی چاہیئے۔ جب یہ ہوگا تو پھر دوزخ اور بہشت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ

اگر ہم اپنا جائزہ لیں، تو اِس میں بہت کمی ہے، ہماری عبادتیں اِس معیار کی نہیں ہیں۔ پس اِس پر ہمیں بہت غور اور توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ

ایک احمدی کا یہ بھی کام ہے کہ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرے۔

بنی نوع انسان کی ہمدردی میں میرا مذہب یہ ہے کہ

جب تک دشمن کے لیے بھی دعا نہ کی جاوے، پُورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ یہ ہمدردی کا وہ معیار ہے کہ جو ہم نے اپنانا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ Love for all, Hatred for None کا کیا مطلب ہے؟ تو Love for All Hatred for None کا یہی مطلب ہے کہ اگر ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہر ایک سے ہمارے دل میں ہمدردی اور پیار ہے اور ہم نفرت کسی سے نہیں کرتے، تو پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ پھر دشمن کے لیے بھی اپنا سینہ صاف کرو۔ اُن کے لیے بھی ہمدردی کے جذبات ہوں۔ اُن کے لیے دعائیں کرو۔ اور اُن کو سیدھے راستے پر لانے کی کوشش کرو۔ تو تبھی ان کے لیے یہ ہمدردی نفرت دُور کرنے کا باعث بنے گی۔

دعا کے حوالے سے آپؑ نے بڑے واضح طور فرمایا کہ قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کہ مجھ سے مانگو، مَیں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ اِس میں آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لیے دعا کروگے تو مَیں قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ آپؑ نے فرمایا کہ مَیں تو کہتا ہوں کہ دشمن کے لیے دعا کرنا بھی سُنّت ہے۔ اور اِس کی مثال آپؑ نے اِس طرح دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے خلاف تھے، لیکن آنحضرت ﷺ کی دعا سے وہ مسلمان ہوگئے۔

حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ اِس لیے

ہماری کسی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ ہم نے ہر ایک کے لیے دعا کرنی ہے۔ اور ہر ایک کو سیدھا راستہ دکھانے کی کوشش کرنی ہے۔ اِس سوچ کے ساتھ جب ہم اپنی تبلیغ کریں گے تو اُس میں برکت بھی پڑے گی اور نئے نئے راستے کھلیں گے۔ تبلیغ کے لیے بہت ساری کوششیں ہوتی ہیں لیکن سوچ اتنی خالص نہیں ہوتی جتنی ہونی چاہیئے۔

آپؑ نے اپنے بارے میں بڑے یقین سے فرمایا کہ مَیں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ اور کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جس نے میری دشمنی کا اظہار بھی کیا ہو اور مَیں نے دو تین مرتبہ کم از کم بڑے درد سے اس کی بہتری کے لیے دعا نہ کی ہو۔ اور یہی آپؑ نے فرمایا کہ مَیں اپنے ماننے والوں کو بھی کہتا ہوں کہ میری بیعت میں آئے ہو، تو انسانی ہمدردی کے حوالے سے بیعت کی جو شرط ہے، وہ یہ بھی ہے کہ تمہیں لوگوں کے لیے دعا کرنی چاہیئے اور اِن کے لیے ہمدردی رکھنی چاہیئے۔

آپؑ نے فرمایا کہ تم یہ بھی یاد رکھو کہ تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تو تمہیں چاہیئے کہ وہ قوم بنو جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ اُس کا ہم جلیس، اُس کے ساتھ بیٹھنے والا، بدبخت نہیں ہوتا۔ اور یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ میں پیش کی گئی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں ماننی ہیں، اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ پس تم لوگوں کو اِس طرح اپنی حالتوں کو بدلنا پڑے گا کہ تمہارے ساتھ بیٹھنے والے بھی نیکیوں کا اثر لینے والے ہوں اور نیکی کی طرف آنے والے ہوں۔ پس

ہمیں اِس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے اور اِس پر غور کرنا چاہیئے کہ ہم کس حد تک نیکیوں کا اثر دوسروں پر ڈالتے ہیں۔

پھر اِسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ قرآنِ شریف کی تعلیم تم اپنے اُوپر لاگو کرو۔

اِس کے لیے آپؑ نے فرمایا کہ مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اُسے بار بار پڑھو۔

جو قرآنِ شریف کے احکامات ہیں اُنہیں سمجھو اور سمجھ کر اپنے اُوپر لاگو کرنے کی کوشش کرو۔

اور پھر جب خود یہ عمل کروگے تو اِسی سے دنیا پر اسلام کی خوبصورتی ظاہر ہوگی۔ اِس لیے

ہر احمدی کو قرآنِ کریم بڑے غور سے پڑھنا چاہیئے۔ اور انصار کو خاص طور پر پڑھنا چاہیئے۔ اِس کا ترجمہ پڑھنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔

آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے مخالف بھی اِسی لیے ہماری مخالفت کرتے ہیں کہ قرآنِ شریف کو اُنہوں نے صحیح پڑھا نہیں ہے اور نہ اُس کو سمجھتے ہیں۔ اگر وہ قرآنِ کریم کو حقیقتاً سمجھ کر پڑھیں تو اُنہیں نُور اور حکمت اور معرفت بھی عطا ہو جائے۔

حضورِ انور نے تلقین فرمائی کہ یہ نُور اور حکمت اور معرفت ہم احمدیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اِس کا ترجمہ بھی پڑھیں۔ اِس کی تفسیر بھی پڑھیں تاکہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اِس کا علم حاصل ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر پڑھ کر اللہ تعالیٰ ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

پس آپؑ نے ہمیں بھی یہ تلقین فرمائی ہے کہ قرآنِ کریم کو پڑھو، اِس میں دلیلیں تلاش کرو، اِس میں تمہیں ہر قسم کی دلیل مل جاتی ہے۔ اسلام کی سچّائی کی دلیل ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے۔ بُرائیوں سے بچنے کے طریق ہیں۔ حقوق العباد ادا کرنے کے طریق ہیں۔ اور بہت ساری اَور باتیں ہیں، سب کی تعلیم ہمیں اِس میں ملتی چلی جائے گی، جسے آپؑ نے فرمایا کہ لوگوں کو بھی بتاؤ۔ اور اِس کے ذریعے سے لوگوں کو صحیح راستہ دکھانے کا باعث بنو۔ اور اسلام اور احمدیت کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرو۔ جس سے اُن پر خاص طور پر آجکل کے زمانے میں ظاہر ہوگا کہ اسلام کو جس طرح یہ لوگ سمجھتے ہیں، اسلام وہ نہیں ہے، بلکہ اسلام تو ایک ایسا دین ہے کہ جو خدا تعالیٰ کا قُرب دلانے والا ہے، اُس کی عبادت کی طرف توجہ دلانے والا ہے، اور پھر حقوق العباد کی طرف توجہ دلانے والا بھی ہے۔ اور معاشی اور معاشرتی، جتنے بھی مسائل ہیں، سب کا حل قرآنِ کریم پیش کرتا ہے۔ پس آپؑ نے بار بار اِس طرف توجہ دلائی ہے کہ تم قرآنِ کریم کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور اِس کا ترجمہ پڑھو۔ اور کبھی نااُمید نہ ہو کہ پتا نہیں کہ ہم سچے ہیں یا نہیں!

حضورِ انور نے فرمایا کہ آجکل بعض نوجوانوں میں یہ بات آجاتی ہے۔ اگر انصار کو پُورا علم ہو تو اِن نوجوانوں کے شکوک خود بھی دُور کر سکتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ہم یقیناً سچّے ہیں اور ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ ہم یقیناً سچّے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ یقیناً سچّا ہے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں جس طرح واضح طور پر فرمایا ہے، کے مطابق آپؑ کا آنا ہے۔

پس جب ہم قرآنِ شریف پڑھیں گے، اُس پر غور کریں گے، تو اِس کے مزید دلائل کھل کر سامنے آتے

چلے جائیں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ عبادت کا اصل حق جو ہے وہ نماز ہے۔ تو نماز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ تمہیں نمازیں اِس طرح پڑھنی چاہئیں کہ جس طرح آنحضرت ﷺ نے ہمیں سکھایا اور آپؐ نے پڑھیں۔ فرمایا کہ نماز کو اِس طرح پڑھو جس طرح رسول اللہؐ پڑھتے تھے۔ اور آپؐ کس طرح پڑھتے تھے؟ آپؐ نے ایک صحابیؓ کو چار دفعہ حکم دیا تھا کہ جاؤ اور جا کر غور کر کے اور سوچ سوچ کر اور آرام سے ٹھیک طرح نماز پڑھو۔ آپؐ کے اپنے نماز پڑھنے کے معیار تو بہت اعلیٰ تھے جن کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اِن کی خوبصورتی اور لمبائی کا تو نہ ہی پوچھو!

حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ

ہمیں بھی ٹھہر ٹھہر کر، سمجھ سمجھ کر نماز پڑھنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے۔

پھر آپؑ نے سورت فاتحہ کے بارے میں فرمایا کہ اِس کو بھی سمجھ کر پڑھو۔ اور آپؑ نے یہ سمجھایا ہے کہ سورت فاتحہ جو ہے یہ بھی ایک دعا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اِس میں ہمیں دعا کا طریق بھی سکھا دیا ہے۔ نہ صرف دعا سکھائی بلکہ دعا کس طرح کرنی چاہئے یہ بھی بتا دیا۔ اور فرماتے ہیں کہ قرآنِ شریف کے شروع میں یہ دعا سکھائی ہے اور ساتھ ہی دعا کے آداب بھی اِس میں بتا دیے۔ سورت فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے، اور یہ دعا ہی ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعا نماز میں ہی ہوتی ہے۔ اِس کی وضاحت میں آپؑ فرماتے ہیں کہ دعا سے پہلے ضروری ہے کہ اللہ کی حمد و ثناء کی جائے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کے لیے روح میں ایک جوش اور محبّت پیدا ہو۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ لوگ اِس زمانے میں مجھے بھی لکھتے ہیں کہ اِس کام کے لیے یا اُس کام کے لیے ہم کیا دعا کریں؟ کون ساذکر کریں؟ ہمیں کوئی دعائیں بتائیں؟ ٹھیک ہے قرآنِ کریم میں بہت ساری دعائیں ہیں، اُنہیں یاد کرنا چاہئے، مسنون دعائیں بھی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سورت فاتحہ کو اگر غور سے پڑھیں اور پھر اپنے سجدوں میں، اپنی زبان میں، اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور اپنے مقاصد کو اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھتے ہوئے اپنے سارے جذبات کا اظہار کریں، تو اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سُنتا ہے اور مسائل کو حل کرتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بارے میں آپؑ نے یہ کہا ہے کہ ہمیں اِس بات کو کافی نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم نے جو پانا تھا پا چکے۔ بلکہ آپؑ نے فرمایا کہ تم بیعت کر کے اُس پانی کے قریب تو آ گئے ہو، جو تمہیں ہلاکت سے بچا سکتا ہے، لیکن اُسے پینا ابھی باقی ہے۔ اور اِس کے پینے کے لیے اگر خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہو گا، اُس کی توفیق ملے گی، تو تبھی تم اُس کو پی سکتے ہو۔ اِس لیے تم پانی پینے کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگو۔ اور اُس کے پینے کا طریق یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرو۔

آپؑ نے فرمایا کہ مَیں سچ کہتا ہوں کہ یہ تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لیے پیدا کر دی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے موقع مہیا کر دیا ہے کہ مسیح موعودؑ کو اِس زمانے میں بھیج دیا ہے، لیکن مبارک وہی ہیں کہ جو اِس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

حضورِ انور نے یاد دلایا کہ وہی فائدہ اُٹھائیں گے، اُنہی کو مبارک ہے جو اپنے عمل میں تبدیلی پیدا کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کریں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ بہت سارے لوگ آتے ہیں اور جھڑ جاتے ہیں۔ اِس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے۔ وہ دین کو سمجھتے نہیں۔ اُس کی گہرائی میں نہیں جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو صحیح طرح نہیں سمجھتے۔ آئے، کچھ دن دیکھا، ذاتی فائدہ نہ ہوا تو چھوڑ کر چلے گئے۔ تو ایسے لوگوں کو تو پھر کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ فائدہ تو اُسی کو ہو گا کہ جو حقیقت میں گہرائی میں جا کر اِن باتوں کو سمجھے گا۔ ایمان کو مضبوط بھی کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد بھی چاہے گا۔ اور دنیا کی عارضی تکلیفوں کو برداشت بھی کرے گا۔

آپؑ نے فرمایا کہ

مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اِس چشمہ سے پیے گا، وہ ہلاک نہیں ہو گا، کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے۔

اِس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حقّ تم پر قائم کیے ہیں ان کو بحال کرو اور پُورے طور پر ادا کرو۔ اِن میں سے ایک خدا کا حقّ ہے دوسرا مخلوق کا۔ آپؑ نے فرمایا کہ خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھو جیسا کہ اِس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی مَیں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی محبوب اور مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا پیارا جملہ ہے کہ اگر یہ یہودیوں، عیسائیوں یا دوسرے مشرک بُت پرستوں کو سکھایا جاتا اور وہ اِس کو سمجھ لیتے تو ہرگز تباہ اور ہلاک نہ ہوتے۔ اِسی ایک کلمہ کے نہ ہونے کی وجہ سے اُن پر تباہی اور مصیبت آئی ہے اور اُن کی روح مجذوم ہو کر ہلاک ہو گئی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے تمہاری بے غرض محبّت ہونی چاہئے۔ پس یہ بے غرض محبّت رکھو۔

پھر آپؑ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ کے حضور اپنے اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے گریہ و بُکا کرو گے تو تمہارے خاندان اور تمہارے بچے عذاب سے بچ جائیں گے۔ اگر دنیاداروں کی طرح رہو گے تو اِس سے کچھ فائدہ نہیں ہو گا۔ اور میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے تو میرے ہاتھ پر توبہ کرنا تو ایک موت کو چاہتا ہے تا کہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو۔

فرمایا کہ اِس سلسلے میں داخل ہو کر تمہارا ایک الگ وجود ہو اور تم ایک بالکل نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے، یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں! خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اِس پر کبھی بُرے دن نہیں آ سکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگر تمام دنیا اُس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اُس کے لیے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اُسے گود میں لے لیتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ اپنے دلوں کو پاک صاف کرو۔ دنیا کی حالت ایسی ہے کہ جب تم اپنے دلوں کو پاک صاف کرو گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو گے، تبھی اللہ تعالیٰ تمہیں بچائے گا اور اُس کے فرشتے تمہیں اپنی گود میں لے لیں گے۔ اور

آجکل دنیا کے جو حالات ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ اور ایک بہت بڑی تباہی کا نظارہ ہمیں سامنے آتا ہوا نظر آ رہا ہے جس کو دنیا سمجھ نہیں رہی۔ بڑی قومیں خاموشی سے سمجھتی ہیں کہ ہم جنگ کریں گے اور اگر ہم جیت گئے تو ہماری ایک دنیا پر برتری ہو جائے گی۔ لیکن اگر یہ جنگ ہو گئی تو اِس میں قومیں تباہ ہو جائیں گی۔ پس اگر احمدیوں نے اِس سے بچنا ہے یا دنیا کو بچانا ہے تو اِس کے لیے ہمیں خود بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہو گا اور لوگوں کو بھی اُس کی آگاہی دینی ہو گی کہ دیکھو! اگر تم چاہتے ہو کہ عذاب سے بچو، تباہیوں سے بچو، جو چاہے انسانی غلطیوں کی وجہ سے تباہیاں آنے والی ہیں یا انسانوں کی جنگوں کی وجہ سے تباہیاں آنے والی ہیں، یا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی تباہی آنے والی ہے، تو اِن سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکو اور اُس کی عبادت کا حق بجا لاؤ، اُس کے بندوں کے حق ادا کرو، نیکیوں کی طرف قدم بڑھاؤ اور ایک پُر امن معاشرہ قائم کرو۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں اور بندوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں۔ پس

ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم ہو جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق قائم کرنے والی، اُنہیں اپنے اُوپر لازم کرنے والی، اور اُن پر عمل کرنے والی ہو۔

پس ہمیں چاہئے کہ ہم اِن باتوں پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا ہم یہ مقصد حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اگر ہم وہ مقصد حاصل نہیں کر رہے، جس کے لیے ہم نے بیعت کی تھی، تو پھر ہم نے اِس بیعت کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور ہم اِس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تم چشمے کے قریب تو آ گئے، لیکن فائدہ نہیں اُٹھایا۔

پس فائدہ اُٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے عملوں کو اِس کے مطابق ڈھالیں جو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ہوں۔ خدا تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق ہوں۔ اور تبھی ہم حقیقت میں حقیقی احمدی کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس چیز کو سمجھنے اور اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم حقیقی رنگ میں انصار اللہ بن کر اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے والے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق دے۔ (آمین)

☆...☆...☆

مجاہدین تحریک جدید کی توجہ کیلئے

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تحریک جدید کا رواں سال 2025-26ء 31 اکتوبر 2026ء کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے سال ختم ہونے میں اب صرف چند دن باقی رہ گئے ہیں جن احباب نے ابھی تک چندہ تحریک جدید کی مکمل ادائیگی نہیں کی ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے سیکرٹری تحریک جدید سے رابطہ کر کے مکمل ادائیگی کر دیں۔ نیز حسبِ توفیق زائد ادائیگی کی بھی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

جملہ احبابِ جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ سیدنا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال ہندوستان کی جماعتوں کو جو ٹارگٹ تحریک جدید مرحمت فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر سال کی طرح امسال بھی دربارِ خلافت میں سرخرو ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خلاصہ خطاب بر موقع سالانہ نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ 2026

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ نیشنل اجتماع 2026ء موقع پر پُرمعارف اختتامی خطاب کا خلاصہ

آپ سارے عالَم میں محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کو سب جھنڈوں سے بلند تر لہرانے والے ہوں

آپ کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ آپ جماعت کی خدمت کے لیے خود کو تیار کریں۔ اس عمر میں آپ کو اپنے اپنے پیشوں میں بھی محنت کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے

نَوجوانی کی عمر صحت مندی کی عمر ہوتی ہے اس لیے آپ کی عمر میں تھکاوٹ اور سستی کے بہانے نماز کی ادائیگی میں حائل نہیں ہونے چاہئیں۔ نماز کو وقتِ مقررہ پر ادا کیا جانا چاہیے۔ نماز ہی وہ چیز ہے جس کا موت کے بعد سب سے پہلے سوال ہوگا۔ اس دَور میں جب بے حیائی عروج پر ہے تو اس کے بد اثرات سے بچنے کے لیے بھی نمازوں کی طرف راغب ہونا ضروری ہے

آپ جو خدام الاحمدیہ ہیں، آپ یاد رکھیں کہ جب آپ یہ عہد کرتے ہیں کہ آپ ہر قربانی کے لیے تیار رہیں گے، خلافتِ احمدیہ کی حفاظت کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ خلافت کی جانب سے دیے جانے والے ہر حکم پر اس کی مکمل رُوح کے ساتھ عمل کریں گے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو یقیناً آپ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے والے ہوں گے

میر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۷/ستمبر ۲۰۲۶ء بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ نیشنل اجتماع (منعقدہ ۲۵تا۲۷/ستمبر ۲۰۲۶ء) سے انگریزی زبان میں بصیرت افروز اختتامی خطاب ارشاد فرمایا۔ یہ خطاب ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے توسّط سے پوری دنیا میں براہ راست دیکھا اور سنا گیا۔ امسال اجتماع گلفورڈ میں واقع Hook Lane پر موجود پچاس ایکڑ زمین پر منعقد ہوا۔ مقام اجتماع اسلام آباد ٹلفورڈ سے گاڑی پر پندرہ منٹ کی مسافت پر ہے۔ امسال اجتماع کا مرکزی موضوع تھا ''ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے''۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ خدام الاحمدیہ جماعت کے اُن مردوں کی تنظیم ہے جن کی عمریں پندرہ سال سے لے کر چالیس سال کے درمیان ہیں۔ جبکہ اطفال الاحمدیہ سات سے پندرہ سال کے بچوں کی تنظیم ہے۔ خادم کی عمر علمی اور شعوری اعتبار سے عملی زندگی کے آغاز کی عمر ہے۔ پس آپ کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ آپ جماعت کی خدمت کے لیے خود کو تیار کریں۔

اس عمر میں آپ کو اپنے اپنے پیشوں میں بھی محنت کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ گو کہ مذہبی اور دینی جماعتوں کی ترقی کا دارومدار افراد کی علمی و پیشہ ورانہ ترقی پر منحصر نہیں بلکہ خدا کی مدد پر موقوف ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل جذب کرنے کے لیے انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہیے۔ دینی جماعتیں اُس وقت تک ترقی نہیں کرسکتیں جب تک اُس کے پیروکار ان باتوں پر مکمل عمل کرنے والے نہ ہوں۔ یہ ہماری کیسی خوش قسمتی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دَور میں پیدا ہوئے ہیں۔ آپؑ کی بعثت کی پیش گوئیاں قرآن اور حدیث میں فرمائی گئی تھیں۔ کتنے ہی لوگ اس مبارک دَور کو دیکھنے کی خواہش لیے، دعائیں کرتے ہوئے، اس جہان سے گزر گئے۔ پس آپ اپنی اس خوش قسمتی کو یاد رکھیں کہ آپ نہ صرف اس دَور میں پیدا ہوئے بلکہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے وابستہ ہونے کی بھی توفیق ملی۔ اب اس کا شکرانہ یہ ہے کہ آپ تقویٰ اختیار کریں، خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہوں۔ حضورؑ کی پیش فرمودہ دس شرائطِ بیعت کو پیشِ نظر رکھیں۔

آج مَیں دو شرائطِ بیعت کا ذکر کروں گا۔ سب سے پہلی شرطِ بیعت نماز اور آنحضور ﷺ کی اطاعت سے متعلق ہے۔ یاد رکھیں کہ نماز عبادت کی سب سے اہم قسم ہے۔ وہ دین دین نہیں جس میں خدا تعالیٰ کی عبادت نہیں۔ صلوٰۃ سے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ نماز بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے خشوع وخضوع اختیار کرو۔ روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ عبادتیں بھی ضروری ہیں مگر نماز سب سے زیادہ اہم ہے۔ اپنی دعاؤں میں اس بات کو یاد رکھیں کہ ہمارا خدا سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے، پھر دعاؤں میں تضرّع اور خشوع خود پیدا ہوجائے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض دفعہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ اس حوالے سے بے چینی اور بے قراری کی بجائے یہ غور کرنا چاہیے کہ کیا مَیں اللہ تعالیٰ کے سب احکامات پر عمل کر رہا ہوں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً دعاؤں کو سنتا ہے مگر اُن لوگوں کی دعاؤں کو جو یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہی سب طاقتوں کا منبع ہے، وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر وہ اس کے احکامات پر مکمل عمل کرتے ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔

نماز میں یہ طاقت ہے کہ وہ برائیوں سے بچاتی ہے۔ بعض لوگ یہ بہانے بناتے ہیں کہ ہم اس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ نماز میں سستی ہوجاتی ہے۔ ایسے ہی بہانے لے کر جب بعض نَو مسلم حضرت رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تھے تو آپؐ نے انہیں واضح فرمادیا تھا کہ یاد رکھو! اگر نماز نہیں تو کچھ بھی نہیں یعنی وہ دین دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ عبادت کے بغیر ایمان نہیں ہوا کرتا۔

حقیقی مومن نماز سے کبھی غافل نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم مجھے یاد رکھو، مَیں تمہیں یاد رکھوں گا۔ میری شکر گزاری کرو اور ناشکری مت کرو۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اُن لوگوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا جو اُس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔

نَوجوانی کی عمر صحت مندی کی عمر ہوتی ہے اس لیے آپ کی عمر میں تھکاوٹ اور سستی کے بہانے نماز کی ادائیگی میں حائل نہیں ہونے چاہئیں۔ نماز کو وقتِ مقررہ پر ادا کیا جانا چاہیے۔ نماز ہی وہ چیز ہے جس کا موت کے بعد سب سے پہلے سوال ہوگا۔ اس دَور میں جب بے حیائی عروج پر ہے تو اس کے بد اثرات سے بچنے کے لیے بھی نمازوں کی طرف راغب ہونا ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ نماز دس سال کی عمر سے فرض ہے، اس لیے یہ نہ سوچیں کہ ابھی تو مَیں بچہ ہوں، ابھی تو مَیں کم عمر ہوں، ساری زندگی پڑی ہے نمازیں پڑھنے اور عبادات کرنے کے لیے۔ نہیں! ایسا نہیں ہے، بلکہ اسی عمر سے آپ نے نمازوں کی طرف پوری سنجیدگی کے ساتھ توجہ کرنی ہے۔

پھر آپ کے عہد ہیں اُن کی پاسداری بھی ضروری ہے۔ مَیں اس وقت دسویں شرطِ بیعت کی طرف بھی آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ دسویں شرط میں یہ مضمون ہے کہ ہر بیعت کنندہ مرد و زن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اخوّت کا تعلق پیدا کرے اور ہر معروف بات میں آپؑ کی فرمانبرداری اختیار کرے۔

یہ کوئی معمولی وعدہ یا عہد نہیں بلکہ یہ اُس امام الزمان کے ساتھ عہدِ اخوّت و مودّت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق مبعوث فرمایا ہے۔ پس اس عہد کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کے لیے ہر لحہ و ہر آن کوشاں رہنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو شخص اس عہدِ اخوّت و مودّت پر کماحقہٗ کاربند ہوگا وہ لازماً جماعت سے وابستگی اور محبت میں بھی ترقی کرے گا۔ اُس کی خلافت سے وابستگی اور محبت بھی روز بروز بڑھتی چلی جائے گی۔ وہ اس بات کو سمجھنے والا ہوگا کہ عہدیداران کی کمزوریاں اور خامیاں اُن کی شخصی کمزوریاں اور خامیاں ہیں۔ یہ کمزوریاں ہماری حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے مشن کے ساتھ وابستگی کو کمزور کرنے والی نہیں بن سکتیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر معروف فیصلے پر عمل کی تلقین فرمائی ہے۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ معروف سے کیا مراد ہے؟ یہ بڑی سادہ سی بات ہے یعنی یہ کہ معروف بات ہر اُس ہدایت یا فیصلے کو کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ، قرآنِ کریم اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی روشنی میں ہو۔ جب یہ بات سمجھ لی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کے تمام احکامات اسی تعریف کے ذیل میں آتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اطاعت کے حوالے سے حکم یہ ہے کہ جب تک امیر ایسا حکم نہ دے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے صریح خلاف ہو تب تک اس کی اطاعت لازماً کرنی ہے۔ ہماری جماعت تو خلافت کے زیرِ قیادت ہے اس لیے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ خلیفۂ وقت کوئی ایسا حکم دے جو خدا اور اُس کے رسول کے احکامات سے ٹکرانے والا ہو۔ سورت نُور جس میں خلافت کا ذکر ہے اُسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بڑی بڑی قسمیں کھانے اور کھوکھلے دعوے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں،

(باقی صفحہ نمبر 17 پر)

خطبہ جمعہ

’’توکّل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کیے ہوئے ہیں ان کو حتّی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ خدا تُو ہی اس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو ان اسباب کو بھی برباد و تہ و بالا کر سکتے ہیں۔ ان کی دست بُرد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزل مقصود پر پہنچا‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

بہت ساری مصیبتیں ایسی ہیں، ایسے موقع پیدا ہو سکتے ہیں جہاں جو اسباب جن پر انحصار ہوتا ہے وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بد اثرات سے بچائے۔ یہ وہ حالت ہے جس پر چل کر ایک مومن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بن سکتا ہے

ایک مومن اگر اللہ تعالیٰ پر توکّل کرے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے تو وہ خود بھی معجزات دکھانے کے قابل ہو سکتا ہے

’’یہ بھی یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لیے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر تسلّی اور اطمینان پاتا ہے۔ وہ اپنے قلب میں تلخی اور عذاب کو محسوس نہیں کرتا‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقت والا ہے جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے تو ضرور وہ تمہاری مدد کرے گا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ۔ (الطلاق:4) اور جو کوئی اللہ پر توکّل کرتا ہے وہ اللہ اس کے لیے کافی ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’توکّل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو سوائے ذلّت کے اَور کیا حاصل ہو سکتا ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

جب خدا تعالیٰ پر توکّل ہی نہیں اور دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا تصوّر ہی نہیں جو ہم ہر عہد میں دہراتے ہیں، اب خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے اس میں بھی دہرائیں گے، تو پھر یہ عقائد اور ایمان کی کمزوری ایسے شخص کو اگلے جہان کی نعمتوں سے بھی محروم رکھے گی

’’یہ بات بہت سی حدیثوں اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو شخص کامل انقطاع اور کامل توکّل کا مرتبہ پیدا کر لیتا ہے تو فرشتے اس کے خادم کئے جاتے ہیں اور ہر یک فرشتہ اپنے منصب کے موافق اس کی خدمت کرتا ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ کا دل اس یقین سے معمور تھا کہ اِدھر میری جیب خالی ہوئی اور اُدھر آسمان کا غیبی ہاتھ اسے پھر بھر دے گا اور جو کام مجھے خدا نے سپرد کیا ہے اس میں روک پیدا نہیں ہو گی۔ یہ وہی مقامِ نصرت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بالکل اوائل میں الہام فرمایا تھا کہ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ۔ یعنی کیا خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ خدائی الہام شروع سے لے کر آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر رحمت کا بادل بن کر چھایا رہا (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

’’انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب تو ہوتا ہے مگر چاہیے کہ توکّل کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ دے...۔ ایسے اضطرابوں کا آنا تو انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے مگر انسان کو چاہیے کہ یاس کو پاس نہ آنے دے کیونکہ یاس تو کفار کی صفت ہے۔ انسان کو طرح طرح کے خیالات اضطراب کا وسوسہ ڈالتے ہیں مگر ایمان ان وساوس کو دُور کر دیتا ہے، بشریّت اضطراب خریدتی ہے اور ایمان اس کو دفع کرتا ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

باوجود اس کے کہ آپؑ تیاری مقدمہ میں پوری محنت اور کوشش فرماتے تھے مگر ان اسباب پر آپؑ کبھی بھروسہ نہیں کرتے تھے بلکہ دعاؤں سے کام لیتے اور ہر وقت خدا تعالیٰ ہی کی ذات آپؑ کے مدّنظر رہتی۔ وہی معبود اور مطلوب تھا اور اسی پر توکّل و اعتماد

’’میرا اپنا اصول یہ ہے کہ بدتر سے بدتر انسان بھی اگر مقدمہ کرے تو اس میں تصرّف اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے اس سے فیصلہ لکھواتا ہے۔ انسان پر بھروسہ شرک ہے بلکہ اگر ایک بھیڑیئے کے پاس بھی مقدمہ جاوے تو اس کو خدا سمجھ عطا کر دے گا‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

آپؑ پر بے شمار مقدمات ہوئے لیکن آپؑ کو خدا تعالیٰ پر اس قدر یقین اور توکّل تھا کہ ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا اور آپؑ کو یقین بھی تھا کہ نہیں ہو گا کہ جہاں دشمن کبھی کامیاب ہو سکے

’’لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی، سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں، ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔ مگر ایسا نہ ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں وہ اپنے خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’تمام دار و مدار اسباب پر نہ رکھو بلکہ خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

توکّل علی اللہ کی عجیب شان ہے جو ہمیں آپؑ میں اپنے آقاؐ کی اتباع میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توکّل کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

توکّل علی اللہ کے حوالے سے آنحضرت ﷺ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نصائح اور سیرتِ طیبہ کے ایمان افروز واقعات

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25/ ستمبر 2026ء بمطابق 25/ تبوک 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، فورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

گزشتہ چند خطبات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بیان میں توکّل کے اعلیٰ ترین مقام کو مَیں بیان کرتا رہا ہوں۔

اِس زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے مطابق اسے جس طرح ہمارے لیے بیان کیا، کیا تعلیم دی، اس پر کیا عمل کیا، اس حوالے سے آج کچھ کہوں گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”توکّل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کیے ہوئے ہیں ان کو حتّی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ خدا تُو ہی اس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو ان اسباب کو بھی برباد و تہ و بالا کر سکتے ہیں۔ ان کی دست بُرد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزل مقصود پر پہنچا۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 288، ایڈیشن 2022ء)

اسباب آدمی استعمال کرتا ہے لیکن

بہت ساری مصیبتیں ایسی ہیں، ایسے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں جہاں جو اسباب جن پر انحصار ہوتا ہے وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بد اثرات سے بچائے۔ یہ وہ حالت ہے جس پر چل کر ایک مومن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بن سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جانا ہر شخص کا کام نہیں بلکہ یہ توکّل، تبتّل“ یعنی خدا کی طرف پوری توجہ ”اور رضا و تسلیم کا اعلیٰ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کو کسی قسم کا شکوہ اور شکایت اپنے مولیٰ سے نہیں رہتی اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے راضی ہونا یہ موقوف ہے بندے کے کمال صدق و وفاداری اور اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لیے تھے۔“ اور صحابہؓ نے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور توکّل کا وہ مقام پایا جس کو ہمارے لیے اُسوہ بنایا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے کہتے ہیں کہ وہ مریضوں کو صحت مند کر دیتے تھے۔ لیکن آپؑ نے فرمایا کہ کیا اس سے حواریوں میں خدا تعالیٰ پر توکّل بڑھ گیا؟ توکّل بڑھنا تو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہوتا ہے اگر اس کی طرف پوری توجہ ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں: ”اس کا نمونہ حواریوں میں اگر تلاش کریں تو ہرگز نہیں مل سکتا“ توکّل کا۔ ”پس نرے سلبِ امراض“ یعنی بیماریوں کو دور کر دینا اس سے تو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ صوفیاء کے متعلق بھی لکھا ہے کہ وہ بھی یہ معجزہ دکھا دیتے ہیں کہ شفا دینا۔ آپؑ فرماتے ہیں: ”پر خوش ہو جانا“ کوئی عقلمندی نہیں ہے ”یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے اور روحانی کمالات کا شیدائی ان باتوں پر خوش نہیں ہو سکتا۔ اس لیے مَیں تمہارے لیے یہی پسند کرتا ہوں کہ تم اپنے دل کو پاک کرو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے تعلقات پیدا کرو کہ وہ مولیٰ کریم تم سے راضی ہو جاوے اور تم اس سے راضی ہو جاؤ۔ پھر وہ تمہارے جسم میں، تمہاری باتوں میں ایسی برکت رکھ دے گا جو سلبِ امراض کرنے والے بھی انہیں دیکھ کر حیران اور شرمندہ ہوں گے۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 344، ایڈیشن 2022ء)

یعنی کہ جو مریضوں کو شفا دیتے ہیں، مرض کو دور کرتے ہیں، اگر تمہارا اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے ایسا ہے تو پھر وہ تمہاری ایسی حالت دیکھ کے خود شرمندہ ہوں گے۔ پس

ایک مومن اگر اللہ تعالیٰ پر توکّل کرے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے تو وہ خود بھی معجزات دکھانے کے قابل ہو سکتا ہے۔

پھر ایک موقع پر توکّل اور تبتّل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”یہ بھی یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لیے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر تسلّی اور اطمینان پاتا ہے۔ وہ اپنے قلب میں تلخی اور عذاب کو محسوس نہیں کرتا۔

نہایت کار اس مصیبت کا انجام یہ ہو سکتا ہے کہ اگر تقدیر مبرم ہے“ یا نہ ٹلنے والی تقدیر ہے ”تو موت آجاوے۔“ مشکلات مومن کو بھی آتی ہیں لیکن مومن ان کو اپنے سر پر سوار نہیں کر لیتا اگر اس کا خدا تعالیٰ پر ایمان پکا ہے۔ فرماتے ہیں زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا، موت آجائے گی؟ تو آپؑ نے فرمایا ”لیکن اس سے کیا ہوا؟ دنیا کوئی ایسی جگہ تو ہے نہیں جہاں کوئی ہمیشہ رہ سکے۔ آخر ایک دن اور وقت سب پر آتا ہے کہ اس دنیا کو چھوڑنا پڑے گا۔ پھر اگر اسے موت آ گئی تو ہرج کیا ہوا؟ مومن کے لیے تو یہ موت اَور بھی راحت رساں اور وصالِ یار کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔“ اگر مومن صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان پکا ہے تو وہ تو کہتا ہے اچھا خدا تعالیٰ سے ملاقات ہو جائے گی ”اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اس کی قدرتوں پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اگلا جہان اس کے لیے ابدی راحت کا ہے۔ پس نری مصیبت خواہ بیماری کی ہو یا کسی اَور قسم کی تکلیف یا عذاب کا موجب نہیں ہو سکتی بلکہ وہ مصیبت دکھ دینے والا عذاب ٹھیرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور بھروسہ نہ ہو۔“ اگر مومن کو مشکلات آتی ہیں تو اس کے لیے عذاب نہیں ہوتا۔ عذاب تو اس وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں اور بھروسہ نہیں۔ ”ایسے شخص کو البتہ سخت عذاب ہوتا ہے“ جس کا ایمان نہیں ہے ”اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ موت ہی نہ آوے تو یہ خیال خام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ناپائیدار قرار دیا ہے۔ ایسے شخص کے لیے دوسرے جہان میں سخت دردناک جہنم ہو گا جس کے لیے اسے طیار رہنا چاہیے۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 258، ایڈیشن 2022ء)

پس یہ ان لوگوں کا بھی عمومی جواب ہے جو یہ پوچھتے ہیں کہ ہمیں کس طرح پتہ لگے کہ یہ مشکل یا تکلیف عذاب ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے۔

اپنے متبعین کو آپؑ توکّل کی نصیحت حسب موقع فرماتے رہتے تھے۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

”یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقت والا ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے تو ضرور وہ تمہاری مدد کرے گا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ (الطلاق:4)“ اور جو کوئی اللہ پر توکّل کرتا ہے وہ اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

(روایات اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 184)

سعید لوگوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ایک مقام توکّل ہے جس پر نہایت مضبوطی سے ان کو قائم کیا جاتا ہے اور ان کے غیر کو وہ چشمہ صافی ہرگز میسّر نہیں آ سکتا بلکہ انہیں کے لئے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے اور نورِ معرفت ایسا ان کو تھامے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی میں ہو کر اور اسبابِ عادیہ سے بکلّی اپنے تئیں دور پا کر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ایسی خوشحالی سے دنوں کو کاٹتے ہیں کہ گویا ان کے پاس ہزارہا خزائن ہیں۔“ سہولتیں میسّر نہ بھی ہوں جن کی عادت پڑی ہوتی ہے تب بھی جن کو اللہ تعالیٰ پر توکّل ہے وہ بڑی خوشی سے زندگی گزارتے ہیں جیسے کہ ہزارہا خزائن ان کے پاس ہوں۔ ”ان کے چہروں پر تونگری“ یعنی دولت مندی ”کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحب دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھائی دیتی ہے اور تنگیوں کی حالت میں بکمال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولیٰ کریم پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“ (براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 538 حاشیہ نمبر 3)

اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو تنگیوں اور تکلیفوں میں بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس سے دور نہیں جاتے۔ انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ پتہ نہیں کیا ہے کیا نہیں۔ ابتلا ہے یا امتحان ہے یا سزا ہے۔ اگر کامل توکّل اللہ تعالیٰ پر ہے، اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کر رہے ہیں تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ فضلوں سے نوازتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”توکّل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو سوائے ذلّت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

جب سے دنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کر لیں تو وہ لاحاصل ہے“ دنیا کو حاصل کرنے میں عام طور پر مکر و فریب ہی کر رہے ہوتے ہیں۔ دھوکہ ہی دے رہے ہوتے ہیں ”کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروانہ کی۔“ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”ہندوستان میں قطب الدینؒ اور معین الدینؒ خدا کے اولیاء گذرے ہیں۔ ان لوگوں نے پوشیدہ خدا کی عبادت کی مگر خدا نے ان کی عزت کو ظاہر کر دیا۔“

پھر آپؑ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ”ہم نے بٹالہ میں ایک پیرزادہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زمین کے مقدمات کے واسطے غبار آلودہ ہوا کسی ڈپٹی کے پیچھے پھرتا تھا۔“ سرکاری افسر جو ڈپٹی تھا، اس کے پیچھے اپنے مقدمات کے لیے یا جائیداد حاصل کرنے کے لیے پھر رہا ہوتا تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ”مَیں حیران ہوا کہ اگر اس شخص میں سچی نیکی ہوتی۔“ اب یہ پیرزادہ کہلاتے ہیں اپنے آپ کو، ہم پیروں کی اولاد ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا اگر اس میں سچی نیکی ہوتی ”اور یہ خدا پر توکّل کرنے والا ہوتا تو ایسے مکدّرات“ یعنی گندگی اور غلاظت کی باتوں ”میں کیوں گرتا۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 213-212، ایڈیشن 2022ء)

آپؑ فرماتے ہیں کہ ”جس قدر دنیا میں گناہ پیدا ہوئے ہیں ان کی یہی وجہ ہے کہ جس قدر انسان کو دنیا کی لذّات اور دنیا کی عزت اور دنیا کے مال و متاع پر یقین ہے یہ یقین آخرت پر نہیں ہے۔“ اسی وجہ سے انسان گناہ کرتا ہے ”اور جیسا کہ وہ ایک ایسے صندوق پر توکّل کر سکتا ہے جو قیمتی جواہرات اور خالص سونے سے بھرا ہوا ہے اور اس کے قبضے میں ہے ایسا وہ خدا پر توکّل نہیں کر سکتا اور جیسا کہ دنیا کی گورنمنٹ اور دنیا کے حکام سے لوگ ڈرتے ہیں اور مُداہنہ“ یعنی خوشامد اور چاپلوسی کرتے ہیں ”سے زندگی بسر کرتے ہیں ایسا خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ یہی سبب ہے کہ دنیا کے پیش افتادہ اسباب اور وسائل“ یعنی ظاہری اور مادی اسباب جو ہیں انسان کے سامنے موجود ہیں ”ان کی نظر میں ایسے یقینی ہیں کہ دینی عقائد ان کے آگے کچھ بھی چیز نہیں۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 468)

دنیاوی اسباب نظر آ رہے ہیں اور عقائد اور خدا تعالیٰ پر ایمان بالکل کچھ نہیں۔ پس

جب خدا تعالیٰ پر توکّل ہی نہیں اور دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا تصوّر ہی نہیں جو ہم ہر عہد میں دہراتے ہیں، اب خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے اس میں بھی دہرائیں گے، تو پھر یہ عقائد اور ایمان کی کمزوری ایسے شخص کو اگلے جہان کی نعمتوں سے بھی محروم رکھے گی۔

اس دنیا کو انہوں نے سب کچھ سمجھا ہے اور اسے پانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ کچھ کو مل گیا کچھ اسے پانے کی کوشش میں اس جہان سے رخصت ہو گئے، ناکام ہو گئے۔ یا ملا اور اس کے بعد ضائع ہو گیا اور پھر انہوں نے عذاب میں، دنیاوی طور پر بڑے عذاب میں زندگی گزاری۔ نہ دین کے رہے نہ دنیا کے رہے۔ اس بارے میں ایک شاعر نے یہ کہا ہے کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف لانے اور آخرت کی فکر کرنے کی آپؑ کو کتنی فکر رہتی تھی اور کتنا درد تھا اور اس کے لیے کس طرح آپؑ دعا کیا کرتے تھے اسے بیان کرتے ہوئے آپؑ خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ ”دیکھ! میری روح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو مَیں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی عزت کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں اور جس کو تُو نے بھیجا ہے اُس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دُور نہ پڑ جائیں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔“ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 511)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نام خود مُتَوَکِّلْ رکھا ہے۔

چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں: ”مسیح کے نزول کی علامت یہ لکھی ہے کہ دو فرشتوں کے پروں پر اس نے اپنی ہتھیلیاں رکھی ہوئی ہوں گی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا دایاں اور بایاں ہاتھ جو تحصیل علوم عقلی اور انوار باطنی کا ذریعہ ہے آسمانی مُؤَکّلوں“ جن کے سپرد کام کیا جائے یعنی فرشتے مراد ہیں، اُن ”کے سہارے پر ہوگا۔“ عقل کے علوم جو ہیں، جو اندرونی انوار ہیں، جو دین کی معرفت کی باتیں ہیں وہ اس ذریعہ سے ہوگا یعنی وہ فرشتوں کی مدد سے ہوگا۔ دونوں فرشتوں پر ہاتھ رکھنے کا یہ مطلب ہے۔ ان کے سہارے پر ہوگا ”اور وہ مکتب اور کتابوں اور مشائخ سے نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ سے علم لَدُنِّی پائے گا“ یعنی وہ علم پائے گا جو خالصتاً خدا تعالیٰ سکھائے ”اور اس کی ضروریاتِ زندگی کا بھی خدا ہی متولّی اور متکفّل ہوگا جیسا کہ عرصہ دس سال سے براہین احمدیہ“ آپؑ نے براہین احمدیہ کی مثال دے کے فرمایا ”میں اس عاجز کی نسبت یہ الہام چھپ چکا ہے کہ اِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا سَمَّیْتُکَ الْمُتَوَکِّلَ وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا یعنی تُو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہم نے تیرا نام متوکّل رکھا اور اپنی طرف سے علم سکھلایا...۔

یہ بات بہت سی حدیثوں اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو شخص کامل انقطاع اور کامل توکّل کا مرتبہ پیدا کر لیتا ہے تو فرشتے اس کے خادم کئے جاتے ہیں اور ہر یک فرشتہ اپنے منصب کے موافق اس کی خدمت کرتا ہے۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 476)

ایک دن مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں توکّل کی بات چل پڑی جس پر آپؑ نے فرمایا: ”مَیں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں جیسے سخت حَبس ہوتا اور گرمی کمال شدّت کو پہنچ جاتی ہے۔ لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی۔ ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں“ یعنی دیکھتا ہوں کہ میرے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے، کچھ نہیں ہے ”تو مجھے خدا کے فضل پر یقینِ واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ

جب میرا کِیسَہ“ یعنی جیب یا تھیلا ”خالی ہوتا ہے جو ذوق و سرور خدا تعالیٰ پر توکّل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے مَیں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔“ جب میرے پاس کچھ نہیں ہوتا تو پھر میرا توکّل اللہ تعالیٰ پر اَور بڑھ جاتا ہے ”اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کِیسَہ بھرا ہوا ہو۔“ میری جیبیں بھری ہوں۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 297، ایڈیشن 2022ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس ارشاد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”کیسہ تو اہلِ فقر کا اکثر خالی ہی رہتا ہے“ یعنی جو اہلِ فقر ہوتے ہیں وہ مال تو اکٹھا نہیں کرتے۔ ان کے خزانے، جیبیں تو عام طور پر خالی رہتی ہیں لوگوں میں بانٹ دیتے ہیں ”مگر حضرت مسیح موعود کے توکّل کی شان ملاحظہ ہو کہ جس طرح ایک زیرک زمیندار اپنے بار بار کے تجربہ شدہ کنوئیں کے متعلق یقین رکھتا ہے کہ جب اس کا موجودہ پانی ختم ہونے پر آئے گا تو اس کے زیرزمین سَوتے“ یعنی چشمے ”خود بخود کھل جائیں گے اور کنواں پھر پانی سے بھر جائے گا۔“ کنواں کھودو تو بعض دفعہ پانی نکال نکال کے خشک ہو جاتا ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ دوبارہ اس میں پانی اکٹھا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ”اسی طرح

حضرت مسیح موعودؑ کا دل اس یقین سے معمور تھا کہ اِدھر میری جیب خالی ہوئی اور اُدھر آسمان کا غیبی ہاتھ اسے پھر بھر دے گا اور جو کام مجھے خدا نے سپرد کیا ہے اس میں روک پیدا نہیں ہوگی۔ یہ وہی مقام نصرت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بالکل اوائل میں الہام فرمایا تھا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ خدائی الہام شروع سے لے کر آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر رحمت کا بادل بن کر چھایا رہا۔“

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 146)

آپؑ کی سیرت میں توکّل کے حوالے سے ایک واقعہ ملتا ہے۔ براہین احمدیہ کی طباعت کے التوا کے حوالے سے حاجی محمد ولی اللہ صاحب جو ریاست کپورتھلہ کے ایک معزز عہدے دار تھے ان کے نام ایک اپنے خط میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ

”آں مخدوم کے خط سابق میں اس قدر حرارت اور تلخی بھری ہوئی تھی“ یعنی کہ جب براہین احمدیہ کی اشاعت کا التواء ہو گیا تو انہوں نے خط لکھا۔ انہوں نے پیسے دیے ہوئے تھے اس کو شائع کرنے کے۔ جب وہ ان تک نہیں پہنچی۔ آپؑ نے حوالہ دیا کہ تمہارا جو خط آیا تھا پچھلا اس میں اس قدر حرارت اور تلخی بھری ہوئی تھی ”اور ایسے الفاظ درشت اور ناملائم تھے جن سے بداہت یہ بُو آ رہی تھی کہ آں مکرم کی بدظنی غایت درجہ کے فساد اور خرابی تک پہنچ گئی ہے۔“ بہت زیادہ غصے میں خط لکھا تھا آپ نے اور آپ کے خط سے یہ غصہ انتہا پر پہنچا ہوا لگ رہا تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ”اگر کتاب کی خرید و فروخت کا تعلق نہ ہوتا تو ہرگز امید نہ تھی کہ آپ کے قلم سے ایسے الفاظ نکلتے۔“ آپ نے پیسے دیے ہوئے تھے اس لیے آپ نے ایسے الفاظ لکھے۔ آپ کو برداشت نہیں ہو سکا کہ کیوں لیٹ ہو گیا۔ ”پس اس سے ثابت ہوا کہ ایسے منحوس تعلق نے آپ جیسے بزرگ کی طبیعت کو آشُفتَہ کیا“ ہے یعنی پریشان کر دیا ہے ”اور ابھی معلوم نہیں کہ آشفتگی اور پریشان باطنی کہاں تک مُنْجَر ہو۔“ کب تک لمبی ہو جائے گی ”اور اس عاجز کا حال یہ ہے کہ یہ تمام کاروبار بجز ذات باری عزّ اسمہٗ کسی کے بھروسہ پر نہیں۔“ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے تو یہ کام ہو رہا ہے، انشاء اللہ ہو جائے گا۔ لیکن بعض روکیں رستے میں آتی ہیں۔ ان میں کوئی زور نہیں ہے، میں کر نہیں سکتا۔ تو آپ جو اتنی زیادہ بے صبری دکھا رہے ہیں، دنیا کو دکھانی چاہیے۔ بہرحال آپؑ فرماتے ہیں کہ ”پس اس صورت میں قرینِ مصلحت ہے کہ فَسْخِ بیع اور استرِدادِ قیمت مُرْسَلَہ سے“ یعنی خرید و فروخت کے معاہدے کو ختم کر دیں اور بھیجی رقم واپس لے لیں۔ آپ کو اتنا ہی فکر ہے اور یہ خیال ہے کہ مَیں شاید آپ کی رقم ہضم کر گیا ہوں۔ ”آپ کی طبیعت کو ٹھنڈ اور آرام پہنچایا جاوے۔“ آپ یہ لے لیں گے تو شاید آپ کی طبیعت ٹھنڈی ہو جائے، غصہ چلا جائے۔ ”کیونکہ اس تمام اشتعال کا بجز اس کے اَور کوئی موجب نظر نہیں آتا کہ چند درہم کی جدائی نے جو بہرصورت جدا ہونے والے ہیں آپ کی طبیعت کو تردّد و تاسّف و پریشانی و حیرت میں ڈال دیا ہے۔ تو اسی نظر سے یہ خط بھیجا جاتا ہے کہ اگر ان سخت اور نالائق الفاظ کا موجب یہی ہے جو مَیں نے سمجھا ہے تو آپ مجھ کو قیمت کے لیے اطلاع دیں تا کہ آپ کی قیمت مرسلہ واپس کر کے وہ علاج کر دیا جائے جس سے کَفِّ لِسَانِی“ یعنی زبان کو روکنا جو ہے، جس طرح آپ بول رہے ہیں اس کو ختم کیا جائے۔ ”کی سعادت جو شِعَارِ مومنین ہے، آپ کو حاصل ہو“ یعنی جس طرح آپ باتیں کر رہے ہیں اس کو روکا جائے اور مومنوں کی سعادت یہی ہے کہ اس طرح کی باتیں نہ کیا کریں۔ تو اگر اسی سے یعنی پیسے واپس کرنے سے آپ کا حل ہوتا ہے کہ آپ مومنوں والا شعار اختیار کریں تو میں آپ کو پیسے واپس کرتا ہوں۔ اور آپؑ فرماتے ہیں: ”اگر آپ رسالہ سرمہ چشم آریہ دیکھتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ اس عاجز نے پہلے ہی اشتہار دے دیا ہے کہ اگر کوئی تَوَقُّفِ طَبعِ براہین پر ناراض ہو اور اپنی قیمت واپس لینا چاہے تو وہ اطلاع دے تو ویسے سب خریداروں کی قیمت واپس ہو گی۔“ پہلے ہی مَیں اعلان کر چکا ہوں کہ سرمہ چشم آریہ کتاب مَیں لکھ رہا ہوں اس کی وجہ سے براہین احمدیہ کی اشاعت لیٹ ہو سکتی ہے تو اگر کسی کو جلدی ہے اور پیسے واپس لینا چاہتا ہے تو لے لے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ”آپ پر واضح رہے کہ جو لوگ بدظنی کرتے ہیں اور منہ سے گندی باتیں نکالتے ہیں وہ ہمارا کچھ نقصان نہیں کر سکتے۔ وہ آپ ہی بدظن ہو کر خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ“ یعنی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی ”کے مصداق ٹھہر جاتے ہیں۔ یہ کاروبار سب جناب الٰہی کی طرف سے ہے اور وہی اس کو بخیر و خوبی پورا کرے گا۔“ آپ لوگوں کے پیسوں کی مجھے ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مجھے یقین ہے وہ اسے پورا کر دے گا۔ ”اگر تمام بنی آدم ایسا ہی خیال دل میں پیدا کریں جیسا کہ آج کل آپ کا ہے تو تب بھی ایک ذرّہ ہم کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ ہمارا وہ مربی کریم ہے جس نے تاریکی کے زمانہ میں مامور کیا، وہ ہمارے ساتھ ہے اور وہی کافی ہے۔“

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اس خط کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ”اس مکتوب سے آپؑ کے توکّل علی اللہ کا بھی پتہ ملتا ہے اور اسی لئے خدا تعالیٰ کی وحی نے آپؑ کا نام ”مُتَوَکِّل“ بھی رکھا۔ غرض حضرت اقدس کی سیرت مطہرہ کا یہ مکتوب آئینہ ہے۔“ (مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 400-399 مکتوب نمبر 5 بنام حاجی محمد ولی اللہ صاحب)

دعا اور توکّل

کے متعلق آپؑ نے فرمایا کہ ساری عقدہ کشائیاں دعا سے ہو جاتی ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”ساری عقدہ کشائیاں دعا سے ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے۔ صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ کیا دوست کے لیے اور کیا دشمن کے لیے ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے بس میں ایک ذرّہ بھر بھی نہیں ہے مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔“ فرمایا کہ

”انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب تو ہوتا ہے مگر چاہیے کہ توکّل کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ دے ...۔ ایسے اضطرابوں کا آنا تو انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے مگر انسان کو چاہیے کہ یاس کو پاس نہ آنے دے“

اضطراب تو ہوتا ہے، گھبراہٹ ہوتی ہے کہ جلدی کام ہو جائے لیکن یہ کہ انسان مایوس ہو جائے۔ اللہ پہ توکّل چھوڑ دے یہ نہیں ہونا چاہیے

”کیونکہ یاس تو کفار کی صفت ہے انسان کو طرح طرح کے خیالات اضطراب کا وسوسہ ڈالتے ہیں مگر ایمان ان وساوس کو دُور کر دیتا ہے۔ بشریّت اضطراب خریدتی ہے اور ایمان اس کو دفع کرتا ہے“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 272-271، ایڈیشن 2022ء)

یعنی انسان کی فطرت کی وجہ سے بے چینی تو ہوتی ہے لیکن ایمان اگر کامل ہو تو اضطراب دُور ہو جاتا ہے۔ کامیابی

پر یقین ہوتا ہے۔ بشری تقاضے جو ہیں ان سے اضطراب پیدا ہوتا ہے لیکن ایمان اگر مکمل ہو تو اس کو دفع کر دیتا ہے۔

دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ پر توکّل پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:
’’اصلاح نفس کے لیے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لیے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جس قدر توکّل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جاوے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 51، ایڈیشن 2022ء)

آپؑ کے توکّل کے پہلو کو بیان کرتے ہوئے آپؑ کے سیرت نگار حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ

’’باوجود اس کے کہ آپؑ تیاری مقدمہ میں پوری محنت اور کوشش فرماتے تھے مگر ان اسباب پر آپؑ کبھی بھروسہ نہیں کرتے تھے بلکہ دعاؤں سے کام لیتے اور ہر وقت خدا تعالیٰ ہی کی ذات آپؑ کے مدنظر رہتی۔ وہی معبود اور مطلوب تھا اور اسی پر توکّل و اعتماد۔‘‘

(حیات احمد جلد 1 حصہ 3 صفحہ 317)

ایک واقعہ تاریخ میں آیا ہے کہ ایک مُعَمَّر ہندو جو حضرت اقدسؑ کے والد صاحب کے دوست تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ماموریت کے زمانے میں قادیان آئے اور آپؑ کے حالات اور توکّل کا واقعہ بیان کیا۔ یعنی انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ’’مَیں ان کی پیدائش کے زمانہ سے پہلے کا ہوں اور مَیں نے ان کو گود میں کھلایا ہے۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ’’جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے بڑا ہی نیک رہا‘‘ ہے۔ آپؑ کی تعریف کرتے ہوئے فرما رہے ہیں، یہ ہندو کہہ رہے ہیں۔ ’’دنیا کے کسی کام میں نہیں لگا۔ بچوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہیں ہوا۔ شرارت، فساد، جھوٹ، گالی کبھی اس میں نہیں۔ ہم اور ہمارے ہم عمر اس کو سست اور سادہ لوح اور بے عقل سمجھا کرتے تھے کہ یہ کس طرح گھر بسائے گا۔‘‘ میرے ہاتھوں میں تو یہ پلے بڑھے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہ ہندو فرما رہے ہیں۔ لیکن کس طرح زندگی گزاریں گے۔ ’’سوائے الگ مکان میں رہنے کے اَور کچھ کام ہی نہیں تھا۔ نہ کسی کو مارا نہ آپ مار کھائی۔‘‘ یہ بھی تو نوجوانوں کی ایک عادت ہوتی ہے۔ لڑائی جھگڑے بھی ہوتے ہیں۔ باہر جاتے ہیں مارتے بھی ہیں مار کھاتے بھی ہیں۔ پکے ہو جاتے ہیں۔ یہ اس نے کچھ بھی نہیں سیکھا تو انہوں نے کرنا کیا ہے۔ یہ دنیاوی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ پھر کہتے ہیں: ’’نہ کسی کو بُرا کہا نہ آپ کہلوایا۔ ایک عجیب پاک زندگی تھی مگر ہماری نظروں میں اچھی نہیں تھی‘‘ گو دینی نظر سے دیکھی جائے تو بڑی پاک زندگی تھی لیکن ہم دنیاداروں کی نظر میں وہ اچھی زندگی نہیں تھی، یہ ہندو کہہ رہے ہیں۔ ’’نہ کہیں آنا نہ جانا نہ کسی سے سوائے معمولی بات کے بات کرنا۔ اگر ہم نے کبھی کوئی بات کہی کہ میاں دنیا میں کیا ہو رہا ہے تم بھی ایسے رہو اور کچھ نہیں تو کھیل تماشہ کے طور پر ہی باہر آیا کرو تو کچھ نہ کہتے ہنس کے چپ ہو رہتے۔ تم عقل پکڑو۔ کھاؤ کماؤ کچھ تو کیا کرو‘‘ ہم یہ کہتے تھے۔ ’’یہ سن کر خاموش ہو رہتے۔ آپ کے والد مجھے کہتے نمبردار! جا غلام احمد کو بلا لاؤ۔ اسے کچھ سمجھا دیں گے۔ مَیں جاتا بلا لاتا۔ والد کا حکم سن کر اسی وقت آ جاتے اور چپ چاپ بیٹھ جاتے اور نیچی نگاہ رکھتے۔ آپ کے والد فرماتے: بیٹا غلام احمد! ہمیں تمہارا بڑا فکر اور اندیشہ رہتا ہے۔ تم کیا کر کے کھاؤ‘‘ گے؟ ’’اس طرح سے زندگی کب تک گزارو گے۔ تم روزگار کرو۔ کب تک دلہن بنے رہو گے۔ خور و نوش کی فکر چاہیے۔ دیکھو! دنیا کماتی کھاتی پیتی ہے۔ کام کاج کرتی ہے۔ تمہارا بیاہ ہو گا۔ بیوی آوے بال بچے ہوں گے۔ وہ کھانے پینے پہننے کے لئے طلب کریں گے۔ ان کا تَعَہُّد تمہارے ذمہ ہو گا۔‘‘ ان کی دیکھ بھال تمہارے ذمہ ہو گی۔ ’’اس حالت میں تو تمہارا بیاہ کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ کچھ ہوش کرو۔ اس غفلت اور اس سادگی کو چھوڑ دو۔ مَیں کب تک بیٹھا رہوں گا۔ بڑے بڑے انگریزوں، افسروں، حاکموں سے میری ملاقات ہے وہ ہمارا لحاظ کرتے ہیں۔ مَیں تم کو چٹھی لکھ دیتا ہوں تم تیار ہو جاؤ یا کہو تو مَیں خود جا کر سفارش کروں۔ تو مرزا غلام احمد کچھ جواب نہ دیتے وہ‘‘ یعنی آپؑ کے والد ماجد ’’بار بار اسی طرح کہتے۔ آخر جواب دیتے تو یہ دیتے کہ ابا! بھلا بتلاؤ تو سہی کہ جو افسروں کے افسر اور مَالِكُ الْمُلْكِ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْن‘‘ یعنی سلطنتوں کا مالک اور فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے، اس ’’کا ملازم ہو اور اپنے ربّ العالمین کا فرمانبردار ہو اس کو کسی کی ملازمت کی کیا پرواہ ہے۔ ویسے مَیں آپ کے حکم سے بھی باہر نہیں۔‘‘ آپ کہتے ہیں نوکری کر لو تو مَیں کر لیتا ہوں۔ ’’مرزا غلام مرتضیٰ صاحب یہ جواب سن کر خاموش ہو جاتے اور فرماتے اچھا بیٹا جاؤ اپنا خلوت خانہ سنبھالو۔ جب یہ چلے جاتے‘‘ یہ ہندو کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں سے چلے جاتے، جوانی کی عمر میں تھے ’’تو ہم سے کہتے ہیں کہ یہ میرا بیٹا مُلّاہی رہے گا۔ مَیں اس کے واسطے کوئی مسجد ہی تلاش کر دوں جو دس بیس من دانے ہی کما لیتا مگر مَیں کیا کروں یہ تو مُلّاگری کے بھی کام کا نہیں۔ ہمارے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا۔ ہے تو یہ نیک صالح مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں۔ چالاک آدمیوں کا ہے۔ پھر آبدیدہ ہو کر کہتے‘‘ والد صاحب ’’کہ جو حال پاکیزہ غلام احمد کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے۔ یہ شخص زمینی نہیں آسمانی، یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے۔ یہ بات کہہ کے وہ بڈھا ہندو بھی چشم پُر آب ہو کر‘‘ جو واقعہ سنا رہا تھا وہ رونے لگا ’’کہنے لگا کہ اب مرزا غلام مرتضیٰ زندہ ہوتا‘‘ ان کا دوست ہے نا یہ ہندو۔ پرانے بڈھے، بہت بزرگ تھے۔ کہتے ہیں مرزا غلام مرتضیٰ یعنی مسیح موعود علیہ السلام کے والد زندہ ہوتے ’’اور اِس کا یہ عروج اور ترقی دیکھتا‘‘ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا یہ جو عروج اب ہے، وہ دیکھتے ’’کہ دنیا کے عقلمند اور مولوی مُلّا اس کے دَر کے محتاج ہیں اور خدا نے وہ مرتبہ اس کو دیا اور اپنا وہ جلوہ قدرت دکھایا کہ سب کی عقل اور علم اس کے آگے ہیچ ہیں۔‘‘

(تذکرۃ المہدی صفحہ 300 تا 302)

اب یہ ہندو اعتراف کر رہے ہیں کہ

اگر آج وہ دیکھتے تو ان کو پتہ لگتا کہ یہی شخص جس نے اللہ پہ توکّل کیا تھا اور اللہ کی خاطر سب کچھ قربان کیا تھا آج سب دنیا ان سے علم سیکھ رہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہلِ فقر اور توکّل پر کبھی کبھی ایسی حالت گزرتی ہے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دعا کریں۔ پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ میں جا کر اس نہر کے کنارہ پر دعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کی طرف واقع ہے۔ جب ہم دعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے ’’دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں۔‘‘ تب ہم خوش ہو کر قادیان کی طرف واپس آئے اور بازار کا رخ کیا تا کہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں۔‘‘ یہ دعوے سے پہلے کی باتیں ہیں ’’کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہمیں ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کیے ہیں اور غالباً وہ روپیہ اسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا۔‘‘ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 612)

’’ایک رئیس کا یہ خیال سن کر کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ دعا سے مشکل حل ہوتی ہے ان کو بہت ہی کمزور کرنے والا ہے‘‘ یعنی یہ عقیدہ کہ دعا مشکلات کا حل ہے انہیں عمل کرنے سے روک دیتا ہے اور وہ ایسے لوگ بھی ہیں جو صرف دعاؤں کی طرف توجہ دیتے ہیں اور اسباب کا استعمال نہیں کرتے اور اس وجہ سے ان کی حالت کمزور ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر ’’آپؑ نے فرمایا کہ جو دعا سے منکر ہے وہ خدا سے منکر ہے۔ صرف ایک دعا ہی ذریعہ خدا شناسی کا ہے۔ اور اب وقت آ گیا ہے کہ اس کی ذات کو طوعاً و کرہاً مانا جاوے۔ اصل میں سب جگہ دہریت ہے۔ آج کل کی محفلوں کا یہ حال ہے کہ دعا، توکّل اور انشاء اللہ کہنے پر تمسخر کرتے ہیں۔ ان باتوں کو بے وقوفی کہا جاتا ہے‘‘ آج کل یہ حالات اَور بھی زیادہ بڑھ گئے ہیں ’’ورنہ اگر خدا سے ان کو ذرا بھی اُنس ہوتا تو اس کے نام سے کیوں چڑتے؟ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ ہیر پھیر سے کسی نہ کسی طرح سے محبوب کا نام لے ہی لیتا ہے۔ اگر ان کے نزدیک خدا کوئی شَے نہیں ہے تو اب موت کا دروازہ کھلا ہے اسے ذرا بند کر کے تو دکھلاویں۔ تعجب ہے کہ ہمیں جس قدر اس کے وجود پر امیدیں ہیں اسی قدر وہ دوسرا گروہ اس سے ناامید ہے۔‘‘ یعنی جو خدا کے خلاف ہیں، دہریہ لوگ ہیں ’’اصل میں خدا کے فضل کی ضرورت ہے۔ اگر وہ دل کے قفل نہ کھولے تو اَور کون کھول سکتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو ایک کتّے کو عقل دے سکتا ہے کہ اس کی باتوں کو سمجھ لیوے اور انسان کو محروم رکھ سکتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 170-169، ایڈیشن 2022ء)

حضرت میاں اللہ یار صاحبؓ ٹھیکیدار بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے بلایا۔ فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ لکڑی ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! کچھ بیری اور کیکر اور پیپل کی ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ مہمان خانے میں کچھ چارپائیاں بنیں گی۔ ضرورت ہے۔ ان کے پائے بنانے ہیں اور ان کی ضرورت ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ پیپل کی لکڑی کے بنا دیتے ہیں۔ ایک شخص کہنے لگا کہ حضور! پیپل کی لکڑی تو ناقص ہو جاتی ہے۔ اس کے پائے دیرپا نہیں رہتے۔ فرمایا: جس کے لیے بننے ہیں وہ غریب نہیں ہے وہ غنی ذات ہے۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر بنا رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔ کچھ وقت تو چلے گی ناں۔ اس وقت حالات کے مطابق یہی ٹھیک ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ پہلی پوشاک خراب ہونے پر وہ نئی بنا دیتا ہے۔ وہاں کچھ پرواہ نہیں ہے۔ مجھے بیس چارپائیوں کے بنانے کا کہتے ہیں۔ مجھے حکم دیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہ بیس چارپائیاں بنا کے لے آؤ۔ ہر چیز کسی نہ کسی دن تو خراب ہونی ہے۔ لیکن آپؑ نے بڑے توکّل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات دینے والی ہے اور خراب ہو گئی تو دوبارہ انتظام کر دے گا۔ بہرحال اس وقت تو اس ضرورت کو پورا کرو۔ کہتے ہیں کہ مَیں بیس چارپائیوں کے پاؤں کا حکم لے کر چلنے کو تھا کہ ایک لوہار بھی وہاں آ گیا، اپنی تکلیف کا ذکر کیا جو کہ اسے غیر احمدیوں کی طرف سے ملتی تھی۔ مجھے اکیلے پا کر گاؤں میں ستاتے ہیں، وہ کہنے لگا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی سختی سے بچائے۔ میرے اَھْرَنْ (یہ لوہار تھا ان کے بھاری لوہے کے ٹھوس بلاک کو جس میں وہ لوہا گرم کر کے کوٹتے ہیں اس کو کہتے ہیں) اٹھا کے لے گئے، چرا کے لے گئے ہیں۔ اب مَیں کام نہیں کر سکتا۔ آپؑ نے اس سے فرمایا: خدا پر توکّل رکھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو گا۔ یقیناً یاد رکھو جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ اگر تمہیں احمدی ہونے کی وجہ سے تکلیفیں مل رہی ہیں تو انشاء اللہ تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ خدا کو اگر تم نے نہ چھوڑا تو تمہارا اسامان مہیا کر دے گا۔ ہم بھی دعا کریں گے۔ (ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 465)

اس مجلس میں آپؑ نے توکّل کا اظہار جہاں اپنے لیے فرمایا وہاں ایک دوسرے شخص کو بھی توکّل اور دعا کی تلقین فرمائی۔

ای ک نصیحت جو اپنے ایک مخلص کو آپؑ نے فرمائی اس کا ذکر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک روایت میں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حافظ نور محمد صاحب متوطّن فیض اللہ چک نے تحریراً مجھے بتایا کہ مَیں نے حافظ حامد علی صاحبؓ سے یہ حوالہ سنا تھا کہ ’’حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے

اگر کبھی کسی مقدمہ میں یا اَور کسی طرح کسی حاکم کے سامنے جانا ہو تو جانے سے پہلے سات مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ لینی چاہیے اور سات مرتبہ اپنی انگلی سے اپنی پیشانی پر ’’یا عزیز‘‘ لکھ لینا چاہیے اس طرح اللہ تعالیٰ کامیابی دیتا ہے…۔‘‘

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ’’غالباً حالت استغنا عن غیر اللہ‘‘ یعنی غیر اللہ سے بے نیازی ’’اور حالت توکّل علی اللہ کے پیدا کرنے کے لیے ہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 حصہ دوم، روایت نمبر 468 صفحہ 441 تا 442)

آپؑ نے یہ فرمایا تھا یعنی اس طرح دعا کرو گے تو جو کرو گے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہو گی اور غیر اللہ کا خوف جاتا رہے گا اور انشاء اللہ، اللہ فضل بھی فرمائے گا۔

مقدمات کے فیصلوں کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میرا اپنا اصول یہ ہے کہ بدتر سے بدتر انسان بھی اگر مقدمہ کرے تو اس میں تصرّف اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے اس سے فیصلہ لکھواتا ہے۔ انسان پر بھروسا شرک ہے بلکہ اگر ایک بھیڑیئے کے پاس بھی مقدمہ جاوے تو اس کو خدا سمجھ عطا کر دے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 177، ایڈیشن 2022ء)

آپؑ پر بے شمار مقدمات ہوئے لیکن آپؑ کو خدا تعالیٰ پر اس قدر یقین اور توکّل تھا کہ ایسا

واقعہ کبھی نہیں ہوا اور آپؑ کو یقین بھی تھا کہ نہیں ہوگا کہ جہاں دشمن کبھی کامیاب ہو سکے۔

اس قسم کے ایک واقعہ کے بارے میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ بیان کرتے ہیں کہ ”مجھے خوب یاد ہے کہ جس روز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب قادیان میں حضرت کے مکان کی تلاشی کے لیے آئے تھے اور قبل از وقت اس کا کوئی پتہ اور خبر نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی۔ اس کی صبح کو کہیں سے ہمارے میر صاحب“ یعنی میر ناصر نواب صاحبؓ ”نے سن لیا کہ آج وارنٹ ہتھکڑی سمیت آوے گا“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لیے۔ کہتے ہیں ”میر صاحب حَوَاسْ بَاخْتِہ سَرْ اَزْ پَا نَشْنَاخْتِہْ۔“ یعنی بڑے سخت گھبرائے ہوئے۔ ”حضرت کو اس کی خبر کرنے اندر دوڑے گئے اور غلبہ رقّت کی وجہ سے بصد مشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے برقعہ اتارا“ یعنی ان کو بڑی مشکلوں سے بیان کیا، بڑے جذباتی ہو رہے تھے کہ اس طرح وارنٹ لے کر آ رہا ہے اور آپؑ کو ہتھکڑی لگا لے گا۔ ”حضرت اس وقت نور القران لکھ رہے تھے“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ”اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون درپیش تھا۔ سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا کہ

میر صاحب! لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی، سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔

پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا“ اللہ تعالیٰ پر بڑا توکّل تھا۔

”مگر ایسا نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں وہ اپنے خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 279، ایڈیشن 2022ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی سرور شاہ صاحبؓ نے مجھے بیان کیا کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کے ساتھ مقدمہ تھا اور مجسٹریٹ نے تاریخ ڈالی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضورؑ نے تاریخ سے دو روز پہلے مجھے گورداسپور بھیجا کہ مَیں جا کر وہاں سے بعض حوالے نکال کر تیار رکھوں کیونکہ اگلی پیشی میں حوالے پیش ہونے تھے۔ کہتے ہیں جب ہم گورداسپور مکان پر آئے تو نیچے سے ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب مرحوم کو آواز دی۔ ان کے گھر گئے کہ دروازہ کھولیں۔ کہتے ہیں ہمارے آواز دینے پر ڈاکٹر صاحب نے بے تاب ہو کے بے انتہا رونا شروع کر دیا۔ آخر تھوڑی دیر کے بعد آنسو پوچھتے ہوئے نیچے آئے اور کہنے لگے کہ میرے پاس محمد حسین منشی آیا تھا۔ کچہری کا منشی تھا، کلرک ہوتا ہے یہ اور سلسلے کا مخالف بھی ہے لیکن اس نے یہ بات آ کے مجھے بتائی ہے کہ آج آریوں کا جلسہ ہوا تھا۔ مجھے بھی ایک آریہ دوست ساتھ لے گیا تھا تو جلسہ کی کارروائی کے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ باقی سب چلے جائیں ہماری پرائیویٹ مجلس ہوگی۔ تو کہتے ہیں کہ اس دوست نے کہا کہ تم ایک کونے میں بیٹھ جاؤ ہم اکٹھے چلیں گے۔ بہرحال کہتے ہیں وہاں جو اُن کی پرائیویٹ مجلس ہوئی اس میں ایک شخص اٹھا۔ یہ محمد حسین نے بتایا۔ اور مجسٹریٹ کو مرزا صاحب کا نام لے کر کہنے لگا کہ یہ شخص ہمارا سخت دشمن اور ہمارے لیڈر لیکھرام کا قاتل ہے۔ اب وہ آپ کے ہاتھ میں شکار ہے اور ساری قوم کی نظر آپ کی طرف ہے۔ اگر آپ نے اس شکار کو ہاتھ سے جانے دیا تو آپ قوم کے دشمن ہوں گے اور اسی قسم کی جوش دلانے کی باتیں کیں۔ اس پر مجسٹریٹ نے جواب دیا کہ میرا تو پہلے سے خیال ہے کہ ہو سکے تو نہ صرف مرزا کو بلکہ اس مقدمے میں جتنے بھی اس کے ساتھی اور گواہ ہیں سب کو جہنم میں پہنچا دوں مگر کیا کیا جاوے کہ مقدمہ ایسا ہوشیاری سے چلایا جا رہا ہے کہ کوئی ہاتھ ڈالنے کی جگہ نہیں ملتی لیکن اب مَیں عہد کرتا ہوں کہ خواہ کچھ ہو اس پہلی پیشی میں ہی عدالتی کارروائی عمل میں لے آؤں گا۔ محمد حسین نے مجھے کہا کہ تم نہیں سمجھتے کہ عدالتی کارروائی کیا ہوتی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر مجسٹریٹ کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ شروع یا دورانِ مقدمہ جب چاہے ملزم کو بغیر ضمانت قبول کیے گرفتار کر کے حوالات میں دے دے۔ تو خبر پہنچانے کے بعد وہ کہنے لگا۔ پس ڈاکٹر صاحب مَیں نے آپ کو یہ خبر پہنچا دی ہے۔ آپ اس کا کوئی انتظام کرلیں اور میرا خیال ہے اس کی دو تجویزیں ہو سکتی ہیں۔ وہ عدالت میں کام کرتا تھا۔ اس نے مشورہ دیا اپنے عدالتی نقطہ نظر سے کہ ایک تو یہ ہے کہ چیف کورٹ میں یہاں سے مقدمہ تبدیل کرانے کی کوشش کی جائے۔ اور دوسرے یہ کہ خواہ کسی طرح ہو مرزا صاحب اس آئندہ پیشی میں حاضر عدالت نہ ہوں اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کر دیں۔ کہتے ہیں ہم بھی سخت خوفزدہ ہو گئے۔ فیصلہ کیا کہ اسی وقت قادیان کوئی آدمی روانہ کیا جائے اور حضرت صاحب کو اطلاع کی جائے۔ رات ہو چکی تھی کوئی سواری ملنے کا انتظام نہیں ہو رہا تھا۔ پیدل قادیان ہم دو تین آدمی روانہ ہو گئے۔ صبح نماز کے وقت قادیان پہنچے۔ مختصراً حضور کی خدمت میں عرض کیا، لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے پرواہی سے فرمایا خیر ہم بٹالہ چلتے ہیں۔ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب لاہور سے واپس آتے ہوئے وہاں ہم سے ملیں گے ان سے بھی ذکر ہو جائے گا، وہاں پتہ لگ جائے گا کہ تبدیلی مقدمہ کی کوشش کا کیا نتیجہ ہوا۔ وہ اس کے لیے پہلے گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ اسی دن حضور بٹالہ آ گئے۔ گاڑی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب بھی مل گئے۔ انہوں نے خبر دی کہ مقدمہ تبدیل کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی تو یہ سن کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس نہیں گئے بلکہ آپؑ گورداسپور ہی چلے گئے اور راستہ میں خواجہ صاحب اور مولوی صاحب کو واقعہ کی اطلاع نہیں دی۔ کوئی ذکر نہیں کیا آپؑ نے کہ مجسٹریٹ کی طرف سے یہ خبر پہنچی ہے۔ جب آپؑ گورداسپور مکان پر پہنچے تو حسبِ عادت الگ کمرے میں چارپائی پر جا لیٹے مگر اس وقت ہمارے بدن کے رونگٹے کھڑے تھے کہ اب کیا ہوگا۔ حضورؑ نے تھوڑی دیر کے بعد مجھے بلایا۔ مَیں گیا تو حضرت صاحبؑ نے اپنے دونوں ہاتھ کے پنجے ملا کر اپنے سر کے نیچے دیے ہوئے تھے اور سیدھے لیٹے ہوئے تھے۔ میرے جانے پر ایک پہلو پر اپنی کہنی کے بل اپنی ہتھیلی پر سر کا سہارا دے کر لیٹ گئے اور مجھ سے فرمایا۔ مَیں نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ وہ سارا واقعہ سنوں کہ مجسٹریٹ نے کیا کہا تھا۔ مَیں نے سارا قصہ سنایا کہ اس طرح، اس طرح کہا تھا۔ حضورؑ خاموشی سے سنتے رہے۔ کہتے ہیں جب مَیں شکار کے لفظ پر پہنچا کہ اس نے کہا کہ اب میرے ہاتھ میں شکار ہے۔ جو مجسٹریٹ نے کہا تھا ناں۔ تو یک لخت حضرت صاحبؑ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپؑ کی آنکھیں چمک اٹھیں اور چہرہ سرخ ہو گیا اور آپؑ نے فرمایا:

مَیں اس کا شکار ہوں؟ مَیں شکار نہیں ہوں۔ مَیں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ بھلا خدا کے شیر پہ ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ ایسا کر کے تو دیکھے!

یہ الفاظ کہتے ہوئے آپؑ کی آواز اتنی بلند ہو گئی کہ کمرے کے باہر بھی سب لوگ چونک اٹھے اور حیرت کے ساتھ اِدھر اُدھر متوجہ ہو گئے مگر کمرے کے اندر کوئی نہیں آیا۔ حضورؑ نے کئی دفعہ خدا کے شیر کے الفاظ دہرائے اور اس وقت آپؑ کی آنکھیں جو ہمیشہ جھکی ہوئیں اور نیم بند رہتی تھیں واقعی شیر کی آنکھوں کی طرح کھل کر شعلہ کی طرح چمکتی تھیں اور چہرہ اتنا سرخ تھا کہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔ پھر آپؑ نے فرمایا:

مَیں کیا کروں، مَیں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ مَیں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں یعنی ہتھکڑیاں لگوانے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں مَیں تجھے ذلّت سے بچاؤں گا اور عزّت کے ساتھ بری کروں گا۔

پھر آپ علیہ السلام محبتِ الٰہی پر تقریر فرمانے لگ گئے اور قریباً نصف گھنٹے تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ تھے تو آپؑ کو کامل یقین اور توکّل تھا کہ جو کچھ مرضی ہو جائے مجسٹریٹ جو مرضی کہتا رہے وہ کبھی مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 88-84، روایت نمبر 107)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایمان کی طاقت بہت بڑی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ آپؑ نے یہی واقعہ سنایا جیل کا۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں اس مجلس میں تو نہیں تھا۔ مَیں گورداسپور تو تھا لیکن مجلس میں نہیں تھا جس میں یہ واقعہ ہوا ہے اور یہ مجھے ایک دوست نے بتایا ہے۔ آپؑ نے ذکر کیا خواجہ کمال الدین کا کہ خواجہ کمال الدین کو بعد میں بلا لیا ہوگا۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور دوسرے احمدی گھبرائے ہوئے تھے کہ فلاں مجسٹریٹ کے پاس مقدمہ ہے اور آریوں نے اس پہ بہت زور دیا ہے کہ مرزا صاحبؑ ہمارے مذہب کے مخالف ہیں ان کو سزا دو اور یہی تمہاری قومی خدمت ہوگی۔ تو بہرحال اس مجسٹریٹ نے کہا کہ اچھا مَیں ضرور سزا دوں گا۔ اب میرے ہاتھ میں آ گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات سنی تو آپؑ سُن کر اپنی کہنی کے بل پہلو پر ہو گئے اور فرمایا: خواجہ صاحب! کیا خدا کے شیر پر بھی کوئی ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مجسٹریٹ کو یہ سزا دی۔ یہ واقعہ زائد لکھا ہے حضرت مصلح موعودؓ نے کہ مجسٹریٹ کو یہ سزا دی کہ پہلے تو اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہو گیا۔ پھر اس کا تنزّل ہو گیا یعنی نہ صرف اس کی ترقی روکی گئی بلکہ اس کو نچلی پوسٹ مل گئی۔ اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سے اسے منصف، simple مجسٹریٹ بنا دیا گیا اور پھر دوسرے مجسٹریٹ نے آ کر فیصلہ کیا اور وہ فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں تھا۔ (ماخوذ از بعض اہم اور ضروری امور۔ انوار العلوم جلد 16 صفحہ 293)

اسی مقدمے کی بابت چودھری غلام سرور باجوہ صاحب بیان کرتے ہیں: ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب کرم الدین والا فوجداری مقدمہ تھا تو ایک روز بہت علماء و وکلاء نے مشورہ کے بعد حضورؑ کو کہا کہ مقدمہ کے انتقال کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ حضورؑ نے جواب دیا کہ

تمام دار و مدار اسباب پر نہ رکھو بلکہ خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

(روایات اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 85)

اس مقدمہ کرم دین کے فیصلہ والے دن حضور علیہ السلام کی شانِ توکّل کا اظہار کچھ اس طرح ہوتا ہے۔

بابو غلام محمد صاحب ثانی بیان کرتے ہیں کہ ”آتمارام سے پہلے چندولال کے وقت میں حضورؑ فرمانے لگے کہ یہ شخص بڑا بدباطن ہے۔ اس کے اندرونے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ سامنے آتا ہے تو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور بڑی لجاجت سے پیش ہو کر کہتا ہے کہ حضورؑ میرا عہدہ ہی کچھ اس قسم کا ہے کہ مَیں قدموں پر نہیں گر سکتا“ اور بڑی عاجزی دکھاتا ہے لیکن ”سارا دن بٹھا کر کہہ دیتا ہے کہ کل تشریف لاویں۔ روز ایسا ہی کرتا ہے۔“ یہ تنگ کرنے کے ایسے طریقے ہیں کہ ظاہراً ہاتھ جوڑ کر کچھ باتیں کریں گے اور عملاً کچھ اَور کر رہا ہوتا ہے۔ بہرحال ”آتمارام کی عدالت میں جب حکم سنانے کا وقت آ گیا تو اس وقت بہت سی پولیس بلوائی گئی تھی اور چھڑکاؤ کرایا گیا تھا اور ساری کچہری کو پولیس نے محصور کیا ہوا تھا۔“ گھیرا ڈالا ہوا تھا ”ایسے وقت میں خواجہ صاحب“ یعنی خواجہ کمال الدین صاحب ”نے یہی معنی کیے کہ یہ سزا دے دے گا اور خاکسار کو مخاطب ہو کر انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یہ میرا پیغام دو کہ یہ شخص بدی پر تُلا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر حضورؑ حکم دیں تو تین وکلا بلوا لیے جائیں۔ محمد شاہ وکیل لاہور سے اور فضل دین صاحب بھی اور تیسرا مَیں ہوں۔ ایک کو ڈویژنل کورٹ میں بھیج دیا جائے۔ دوسرے کو گورنر کے پاس جو دورے میں ہے اور تیسرا مَیں یہاں رہتا ہوں۔ جب مَیں نے حضورؑ سے جا کر یہ بیان کیا تو حضرت بہت ہنسے۔“ یہ ساری تجویز دینے پر کہ نہ جائیں یہ پکڑ لے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”فرمانے لگے کہ کشمیری ہے ناں، دل چھوڑ بیٹھا ہے۔ فرمایا: جا کر ان کو کہو آج تک ہم آپ کی باتوں کی قانونی اقتدا کرتے رہے“ جو قانونی طور پر آپ مشورے دیتے رہے وہ مانتا رہا ہوں۔ ”اب خدا پر چھوڑ دو۔“ اب میرا توکّل خدا پر ہے تمہارے پر نہیں ہے۔ ”مَیں نے جا کر ایسا کہہ دیا۔ خواجہ صاحب بہت بُرا منہ بنا کر سر نیچا کر کے کھڑے ہو گئے۔“ (روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 235)

توکّل علیٰ اللہ کی عجیب شان ہے جو ہمیں آپؑ میں اپنے آقاؐ کی اتّباع میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توکّل کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۱۶/اکتوبر ۲۰۲۶ء، صفحہ ۱تا۸)

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کی ثابت قدمی

دشمن تو یہی چاہتا ہے کہ وہ مومنوں کو مٹا دے اور انہیں غمگین بنا دے مگر جب وہ دیکھتا ہے کہ انہیں مارا جاتا ہے تو یہ اور بھی زیادہ دلیر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں خدا نے ہماری ترقی کے کیسے سامان پیدا کئے ہیں تو اس کا حوصلہ پست ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تو مولویوں نے یہ فتویٰ دیدیا کہ جو شخص مرزا صاحب کے پاس جائیگا یا اُن کی تقریروں میں شامل ہوگا اُس کا نکاح ٹوٹ جائیگا۔ یہ کافر اور دجال ہیں ان سے بولنا ان کی باتیں سُننا اور انکی کتابیں پڑھنا بالکل حرام ہے بلکہ ان کو مارنا اور قتل کرنا ثواب کا موجب ہے مگر آپ کی موجودگی میں انہیں فساد کی جُرأت نہ ہوئی کیونکہ چاروں طرف سے احمدی جمع تھے۔ انہوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ان کے جانے کے بعد فساد کیا جائے۔ میں بھی اُس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے روانہ ہوئے اور گاڑی میں سوار ہوئے تو دُور تک آدمی کھڑے تھے جنہوں نے پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ مگر چلتی گاڑی پر پتھر کس طرح لگ سکتے تھے۔ شاذ و نادر ہی ہماری گاڑی کو کوئی پتھر لگتا۔ وہ مارتے ہم کو تھے اور لگتا اُن کے کسی اپنے آدمی کو تھا— پس اُن کا یہ منصوبہ تو پورا نہ ہوسکا۔

باقی احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے وہاں جمع تھے اُن میں سے کچھ تو ارد گرد کے دیہات کے رہنے والے تھے جو آپ کی واپسی کے بعد ادھر اُدھر پھیل گئے اور جو تھوڑے سے مقامی احمدی رہ گئے یا باہر کی جماعتوں کے مہمان تھے اُن پر مخالفین نے اسٹیشن پر ہی حملے شروع کر دیئے۔ اُن لوگوں میں سے جن پر حملہ ہوا ایک مولوی برہان الدین صاحبؓ بھی تھے۔ مخالفوں نے ان کا تعاقب کیا۔ پتھر مارے اور بُرا بھلا کہا۔ اور آخر ایک دوکان میں انہیں گرا لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ گوبر لاؤ ہم اس کے منہ میں ڈالیں۔ چنانچہ وہ گوبر لائے اور انہوں نے مولوی برہان الدین صاحبؓ کا منہ کھول کر اُس میں ڈال دیا۔ جب وہ انہیں مار رہے تھے اور گوبر اُن کے منہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے تو بجائے اس کے مولوی صاحب انہیں گالیاں دیتے یا شور مچاتے جنہوں نے وہ نظارہ دیکھا ہے بیان کرتے ہیں کہ وہ بڑے اطمینان اور خوشی سے یہ کہتے جاتے تھے کہ سبحان اللہ! یہ دن کسے نصیب ہوتا ہے یہ دن تو اللہ تعالیٰ کے نبیوں کے آنے پر ہی نصیب ہوتے ہیں— اور اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے جس نے مجھے یہ دن دکھایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی دیر میں ہی جو لوگ حملہ کر رہے تھے اُن کے نفس نے انہیں ملامت کی اور وہ شرمندگی اور ذلت سے آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ تو بات یہ ہے کہ جب دشمن دیکھتا ہے کہ یہ لوگ موت سے ڈرتے ہیں تو کہتا ہے آؤ ہم انہیں ڈرائیں! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ شیطان اپنے اولیاء کو ڈراتا ہے۔ پس جب کوئی شخص ڈرتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شیطانی آدمی ہے لیکن اگر وہ ڈرتا نہیں بلکہ ان حملوں اور تکالیف کو خدا تعالیٰ کا انعام سمجھتا ہے اور کہتا ہے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے عزت کا مقام عطا فرمایا ہے اور اُس نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ میں اُس کی خاطر مار کھا رہا ہوں تو دشمن مرعوب ہو جاتا ہے اور آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہو جاتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 582 تا583)

جب تم فارغ ہو جاؤ تو اور زیادہ محنت کرو

اسلام کے نزدیک آرام منزلِ مقصود نہیں جس کے لئے انسان جدوجہد کرتا ہے بلکہ صحیح کوشش کے ساتھ ساتھ پیدا ہونے والی حسَن کا نام ہے۔ چنانچہ یہاں اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے تمہیں حکم دیا— شیطان سے لڑو اور خوب لڑو— تم نے لڑائی کی اور فتح حاصل کی۔ آؤ اب اور زیادہ زور سے ہماری طرف دوڑو کیونکہ تمہارے لئے یہی حکم ہے کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو زیادہ کوشش اور مستعدی سے خدا تعالیٰ کی طرف دوڑو۔ پس مؤمن کے لئے اس قسم کا آرام کہاں آیا جسے دنیا آرام کہتی ہے۔

مجھے اس جگہ پر ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ مولوی برہان الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت مخلص صحابی تھے اور نہایت خوش مذاق آدمی تھے ان ہی کی وفات اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدرسہ احمدیہ کے قیام کا خیال پیدا ہوا۔ وہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آئے اور ذکر کیا کہ میں نے خواب میں اپنی فوت شدہ ہمشیرہ کو دیکھا ہے کہ وہ مجھ سے ملی ہیں میں نے اُن سے پوچھا کہ بہن بتاؤ وہاں تمہارا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگی خدا نے بڑا فضل کیا، مجھے اُس نے بخش دیا اور اب میں جنت میں آرام سے رہتی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ بہن وہاں کرتی کیا ہو؟ وہ کہنے لگی بیر بیچتی ہوں۔ مولوی برہان الدین صاحبؓ کہنے لگے۔ میں نے کہا ”بھین ساڈی قسمت بھی عجیب ہے سانوں جنت وچ بھی بیر ہی ویچ نے پئے“ ان کے خاندان میں چونکہ غربت تھی اس لئے خواب میں بھی ان کا خیال ادھر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ رؤیا سن کر فرمایا مولوی صاحب! اس کی تعبیر تو اور ہے مگر خواب میں بھی آپ کو تمسخر ہی سوجھا اور مذاق کرنا نہ بھولا۔ بیر درحقیقت جنتی پھل ہے اور اس سے مراد ایسی کامل محبت ہوتی ہے جو لازوال ہو کیونکہ سِدرَہ لازوال الٰہی محبت کا مقام ہے پس اس کی تعبیر یہ تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کی لازوال محبت لوگوں میں تقسیم کرتی ہوں۔ غرض مؤمن تو کسی جگہ رہے اُسے کام کرنا پڑے گا اور اگر کسی وقت کسی کے ذہن میں یہ آیا کہ اب آرام کا وقت ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اس نے اپنے ایمان کو کھو دیا کیونکہ جس بات کو اسلام نے ایمان اور آرام قرار دیا ہے وہ تو کام کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ (الم نشرح 8 تا 9)۔ جب تم فارغ ہو جاؤ تو اور زیادہ محنت کرو اور اپنے رب کی طرف دوڑ پڑو۔

یہ نکتہ ہے جسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے تمہارے لئے ان معنوں میں کوئی آرام نہیں جسے دنیا کے لوگ آرام کہتے ہیں لیکن جن معنوں میں قرآن کریم آرام کا وعدہ کرتا ہے اسے تم آسانی سے حاصل کر سکتے ہو۔ دنیا جن معنوں میں آرام کا مطلب لیتی ہے وہ یقیناً غلط ہیں اور ان معنوں سے جس شخص نے آرام کی تلاش کی وہ اس جہان میں بھی اندھا رہے گا اور آخرت میں بھی اندھا اٹھے گا۔ تم خدا تعالیٰ کی طرف دیکھو اُس نے آرام پیدا کیا مگر کیا وہ خود بھی آرام کیا کرتا ہے؟ اُس کے متعلق تو آتا ہے کہ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ (البقرہ: 256) اُسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 612،613)

حضرت حکیم میر حسام الدین صاحبؓ

میر حامد شاہ صاحبؓ کے جماعت میں خصوصیت رکھنے کے علاوہ ان کے والد حکیم حسام الدین صاحبؓ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت سے واقفیت تھی جب کہ آپؑ اپنے والد کے بار بار کے تقاضے سے تنگ آکر ملازمت کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں کچہری کی چھوٹی سی ملازمت پر کئی سال تک رہے۔ انہی ایام میں حکیم حسام الدین صاحبؓ سے تعلقات ہوئے اور آخر وقت تک تعلقات قائم رہے۔ یہ تعلقات صرف انہی کے ساتھ نہ رہے بلکہ ان کے خاندان کے ساتھ بھی رہے۔ ان کے بعد میر حامد شاہ صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں خاص لوگوں میں شمار ہوتے رہے تاہم حکیم حسام الدین صاحبؓ کے ساتھ جو ابتداء کے تعلقات تھے۔ اس مثال سے ان کی خصوصیت نظر آتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعویٰ کے بعد سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ حکیم حسام الدین صاحب کو آپ کے تشریف لانے کی بہت خوشی ہوئی انہوں نے ایک مکان میں ٹھہرانے کا انتظام کیا لیکن جس مکان میں آپ کو ٹھہرایا گیا اس کے متعلق جب معلوم ہوا کہ اس کی چھت پر منڈیر کافی نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیالکوٹ سے واپسی کا ارادہ فرما لیا اور اس وقت میرے ذریعہ ہی باہر مردوں کو لکھ دیا کہ کل ہم واپس قادیان چلے جائیں گے۔ نیز یہ بھی بتلا دیا کہ یہ مکان ٹھیک نہیں کیونکہ اس کی چھت پر منڈیر نہیں۔ اس خبر کے سننے پر احباب جن میں مولوی عبدالکریم صاحبؓ وغیرہ تھے راضی بقضاء معلوم دیتے تھے لیکن جونہی حکیم حسام الدین صاحبؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کس طرح واپس جاتے ہیں چلے تو جائیں اور فوراً زنانہ دروازہ پر حاضر ہوئے اور اطلاع کرائی کہ حکیم حسام الدینؓ حضرت صاحب سے ملنے آئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً باہر تشریف لے آئے۔ حکیم صاحب نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور اس لئے واپس تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ یہ مکان مناسب نہیں مکان کے متعلق تو یہ ہے کہ تمام شہر میں سے جو مکان بھی پسند ہو اسی کا انتظام ہوسکتا ہے۔ رہا واپس جانا۔ تو کیا آپ اس لئے یہاں آئے تھے کہ فوراً واپس چلے جائیں اور لوگوں میں میری ناک کٹ جائے۔ اس بات کو ایسے لب و لہجہ میں انہوں نے ادا کیا اور اس زور کے ساتھ کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بالکل خاموش ہو گئے اور آخر میں کہا۔ اچھا ہم نہیں جاتے۔

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 299،300)

(تذکار مہدی صفحہ 213 تا216)

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں

ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab, Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب

پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”ایک مومن کے لئے، ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، اُس کے لئے اس سے زیادہ دل آزاری کی اور تکلیف دہ بات کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے آقا کے بارے میں ایسی بات سنے جس سے آپ کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی ہوتی ہو۔“

(خطبہ جمعہ 28/جنوری 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی(R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از تحریرات وفرمودات (سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق وترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

قسط:24 (حصہ سوم)

ابنِ ہشام نے ایک روایت بیان کی ہے جو مذکورہ بالا ارشاد کی تفصیل جاننے کے لئے مفید ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ قریش کے بڑے بڑے سردار جن میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، نضر بن حارث، ابو البختری اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود، عبد اللہ بن امیہ ایک شام غروبِ آفتاب کے وقت کعبہ کے پاس جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بلوالیا۔ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ اے محمد آپ نے ہمارے بتوں کی مذمت کی ہے۔ ہمارے آباء کو برا بھلا کہا۔ اور قوم میں افتراق ڈالا۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ایسا کرنے سے رک جائیں۔ اسکے بدلہ میں اگر آپ کو مال چاہئے تو ہم سب مل کر آپ کو عرب کا سب سے زیادہ مالدار بنادیتے ہیں۔ اگر سرداری چاہئے تو ہم آپ کو سردار بنالیتے ہیں۔ اگر خوبصورت عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو عرب کی جو چاہیں عورت آپ کے سپرد کردیتے ہیں، اور یہ کہا کہ اگر آپ کو کوئی جھاڑ پھونک یعنی کسی ذہنی بیماری کا علاج درکار ہے تو وہ بھی کروانے کو تیار ہیں۔ اسکے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں چاہئے۔ نہ میں تم میں عزت چاہتا ہوں اور نہ میں تم پر حکومت کا خواہاں ہوں میں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اگر تم میری بات مانو گے تو تم دین و دنیا کے مالک بنائے جاؤ گے۔ اسکے بعد قریش نے نبوت کی دلیل کے طور پر بیہودہ سوالات کرنے شروع کئے جن کے جواب میں آپ نے سورۃ کہف کی آیات سنائیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قریش کے مظالم:

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور جگہ فرمایا:

”آپ کی قوتِ قدسیہ کی تاثیر سے غریب اور عاجز لوگ آپ کے حلقۂ اطاعت میں آنے شروع ہو گئے۔ اور جو بڑے بڑے آدمی تھے انہوں نے دشمنی پر کمر باندھ لی۔ یہاں تک کہ آخر کار آپ کو قتل کرنا چاہا۔ اور کئی مرد اور کئی عورتیں بڑے عذاب کے ساتھ قتل کر دیئے گئے“

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 466)

ایک جگہ حضورؑ نے برہمو پرکاش دیوجی کی کتاب سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ:

”اور جب قریش اپنے اس حیلہ میں کامیاب نہ ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کو بے انتہا اذیتیں اور تکلیفیں پہنچانی شروع کیں۔ عزیزوں کا لہو سفید ہوگیا۔ سگا چچا ابولہب دشمنِ جانی بن گیا۔ سگی چچی کا یہ حال تھا کہ وہ بہت سے کانٹے گوکھرو سمیٹ لیتی اور جن جن راہوں سے آپ گزرتے وہاں وہ گوکھرو اور کانٹے بکھیر دیتی اور آپ کے پاؤں زخمی ہوجاتے تب آپ بیٹھ جاتے اپنے پاؤں سے بھی کانٹے نکالتے اور راستہ میں سے بھی دور کرتے تا دوسرے چلنے والے بھی اُس اذیت سے بچیں۔ آپ جب وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہوتے اور قرآنِ مجید پڑھتے تو لوگ غل مچاتے تا کوئی شخص اُن کی بات کو نہ سن سکے۔ آپ کو کہیں کھڑا نہ ہونے دیتے اور جب آپ تنگ آکر چلے جاتے تو اُن پر پتھر اور ڈھیلے پھینکے جاتے یہاں تک کہ آپ کے ٹخنے اور پنڈلیاں زخمی ہوجاتیں۔ ایک دفعہ چند دشمنوں نے آپ کو تنہا پاکر پکڑ لیا اور آپ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اُسے مروڑنا شروع کیا۔ قریب تھا کہ آپ کی جان نکل جائے کہ اتفاق سے ابوبکر آنکلے اور انہوں نے مشکل سے چھڑایا۔ اس پر ابوبکر کو اس قدر مارا پیٹا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے“

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 257-258)

”اور جب کفار قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا۔ اور انہوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اور بعض عورتوں کو ایسی بے دردی سے مارا کہ اُن کی دونوں ٹانگیں دو رسوں سے باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ وہ رسے خوب جکڑ دیئے اور پھر اُن اونٹوں کو دو مختلف جہات میں دوڑایا اور اِس طرح پر وہ عورتیں دو ٹکڑے ہو کر مرگئیں“

(پیغامِ صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 467)

قریش نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور صحابہؓ پر مظالم کا ایک دردناک سلسلہ شروع کر دیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو جان کے درپے ہو چکے تھے کیونکہ اسلام کی روح آپ ہی کی ذاتِ بابرکات تھی۔ بنو ہاشم میں سے صرف ابو طالب اور حضرت علیؓ آپ کے ساتھ تھے۔ اور اب تو قریش ابو طالب کی بھی پروانہ کرتے تھے۔ کیونکہ اس کام یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں ابو طالب تنہا ہی تھے۔ دوسرا چچا ابو لہب اور اسکی بیوی ام جمیل بھی آپ کے مخالفین میں سے تھے۔ ابولہب وہ شخص تھا جس نے ابتداء میں ہی اسلام کی مخالفت کا اعلان کر دیا تھا اور اسکی بیوی بھی اس کے ساتھ تھی۔ لیکن مظالم میں اس وقت تک شامل نہ ہوئے جب تک انکو قریش کی طرف سے خطرہ پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ شعبِ ابی طالب کی محصوری تک کسی حد تک بنو ہاشم کے ساتھ رہا لیکن شعبِ ابی طالب میں محصوری کے واقعہ کے وقت اس نے بنی ہاشم سے علیحدگی اختیار کرلی اور باقاعدہ مخالفت اور مظالم میں شامل ہو گیا بلکہ مظالم کی انتہا کر دی اسکی بیوی بھی مظالم میں کسی سے کم نہ تھی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ان دونوں کا ذکر سورۃ لہب میں کیا ہے۔ اس سورت کے نزول کے بعد یہ دونوں مخالفت کی آگ میں اور زیادہ بھڑک اُٹھے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھانا اور ہجو کرنا انکا معمول ہوگیا۔[1] حضور نے فرمایا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وعظ کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ شور مچاتے تا کہ لوگ آپ کی آواز سن نہ سکیں۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (حم سجدہ: 27) اور اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا، کہا کہ اس قرآن پر کان نہ دھرو اور اس کی تلاوت کے دوران شور کیا کرو تا کہ تم غالب آجاؤ۔

آپ نے مذکورہ بالا تحریر (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 258-257) میں ایک بدبخت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں پٹکا ڈال کر قتل کی کوشش کا جو واقعہ بیان فرمایا ہے اسکی تفصیل کتب سیرت میں سے طبری کی ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ عقبہ بن معیط نے کعبہ کے قریب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں کپڑا ڈال کر اسے بل دینا شروع کیا اس سے آپ کا سانس رک گیا حضرت ابوبکر اچانک وہاں آئے تو یہ دیکھ کر آپ نے عقبہ بن معیط کو پکڑ کر پیچھے کیا اور کہا۔ یَاقومِ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ یعنی اے قوم تم اس شخص کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ یہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تکلیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی شدید ترین تکالیف میں سے تھی۔[2] سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے:

”مکہ معظّمہ میں تیرہ برس تک کفار کے ہاتھ سے سخت تکلیف میں رہے اور یہ تکلیف اس تکلیف سے بہت زیادہ تھی جو فرعون سے بنی اسرائیل کو پہنچی“

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 290)

جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ قریش آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے یہ واقعات صرف چند مثالیں ہیں۔ ورنہ انہوں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کسی کوشش سے دریغ نہ کیا تھا اور کوئی ظلم چھوڑا نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو صبر اور استقامت بھی عطا فرماتا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت بھی فرماتا تھا۔ صحابہؓ اور صحابیات پر ڈھائے جانے والے مظالم میں حضور علیہ السلام نے آل یاسر کا ذکر کیا ہے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن ہشام میں درج ایک روایت کے مطابق سمیہؓ اور حضرت یاسرؓ بنی مخزوم کی ملکیت میں تھے یعنی انکے غلام تھے۔ ان دونوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور انکے بیٹے حضرت عمارؓ بھی مسلمان ہو گئے تھے انکے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ابوجہل کی نگرانی میں بنو مخزوم آل یاسر پر دردناک مظالم ڈھاتے تھے۔ انکو گرمیوں کی تپتی دوپہر میں ریت پر ننگے بدن لٹا کر اوپر بھاری پتھر رکھ دیا کرتے تھے اور تازیانوں سے مارا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاندان کو ایسی مظلومیت کی حالت میں دیکھا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر انکو جنت کی نوید سنائی فرمایا صَبْرًا یَا آلَ یَاسِر مَوْعِدُکُمُ الْجَنَّۃ۔ اے آل یاسر صبر کرو خدا نے تمہارے لئے جنت لکھ دی ہے۔ حضرت یاسر کو تو قریش نے اسی طرح کے دکھ دیتے ہوئے شہید کر دیا، اور انکی بیوی حضرت سمیہ کو نہایت ظالمانہ طریق سے انکی ران میں نیزہ مار کر شہید کر دیا حضرت عمار کو بھی طرح طرح کے دکھ دیتے رہے۔ اس طرح اس خاندان نے صبر و وفا کا عظیم نمونہ دکھایا۔[3] حضرت بلالؓ کے متعلق بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا آقا امیہ بن خلف نہایت ظالمانہ طریقہ سے مارا کرتا تھا۔ انکو ننگے بدن تپتی ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا کرتا تھا۔ اور حضرت بلال کے منہ سے صرف احد احد کی آواز ہی نکلتی تھی۔ اور اسی حالت میں نڈھال ہو کر بیہوش ہوجایا کرتے تھے۔ حضرت ابو فکیہہ جو کہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے انکو بھی اسی طرح کے دکھ دئے جاتے۔ حضرت لبینہؓ بنو عدی کی لونڈی تھیں انکو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے حضرت عمرؓ اسلام قبول کرنے سے پہلے مارا کرتے تھے۔ حضرت زنیرۃؓ پر ابوجہل نے اس قدر ظلم کیا کہ انکی آنکھیں جاتی رہیں۔ لیکن اس نے اسلام کو نہ چھوڑا، حضرت خباب بن الارت کو لوگوں نے پکڑ کر دہکتے ہوئے انگاروں پر سینہ کے بل لٹا دیا اور اوپر ایک شخص چڑھ گیا تا کہ ہل بھی نہ سکیں۔[4] مشرکین بعض اوقات مسلمانوں پر اس قدر ظلم کرتے تھے کہ وہ اس ظلم کی تاب لانے کے قابل نہ ہوتے تھے۔ اور وہ ان لمحوں میں خدا کے حضور دین کے معاملہ میں مضطری کی کیفیت میں ہوتے تھے۔ قریش ان میں سے کسی کو مارتے رہتے، کسی کو بھوکا اور پیاسا رکھتے تھے۔ بعض ان میں سے بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رکھتے تھے۔ کمزوری کے باعث غشی کی سی کیفیت میں ہوتے تھے۔ قریش ان سے ایسی حالت میں جو چاہتے کہلوا لیتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کیفیت میں ناقابل برداشت تکالیف سے بچنے کے لئے گوبر کے کیڑے کو بھی خدا کہہ سکتے تھے۔ اور جب ایسی حالت ذرا بہتر ہوتی تو وہ اسلام کی تعلیمات پر ہی قائم ہوتے۔ اور انکی حالت کے صرف ایک یا دو صحابہؓ کے واقعات ہی ملتے ہیں۔ ورنہ اکثر صحابہؓ کے منہ سے اسلام لانے کے بعد کبھی اضطراری حالت میں بھی خلاف توحید کوئی کلمہ نہ نکلا۔[5] شعب ابی طالب میں محصوری کا زمانہ مظالم کی انتہا کا زمانہ تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے صحابہ کے ساتھ بلکہ چچا ابو طالب کو بھی ایک محلہ میں محصور کر دیا گیا۔ اور ان ایام میں مسلمانوں نے شدید بھوک اور پیاس کی تکلیف جھیلیں۔ انہی تکالیف کا نتیجہ تھا کہ ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ وفات ہو گئی۔

تاریخی کتب ان واقعات کو سمیٹ نہیں سکتیں یہ ایک ہلکی سی جھلک ہے ان شدائد و آلام کی جو اس دور میں مسلمانوں پر گزر رہے تھے۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ 94 تا 98 مطبوعہ کینیڈا 2018ء)

***

حوالہ جات:

(1) (سیرت النبی لابن ہشام صفحہ 260 ، ذکر مالقی رسول اللہ من قومہ من الاذی، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

(2) (تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 235 ذکر اخبر عما کان من ام النبی۔۔ الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2002ء)

(3) (سیرت النبی لابن ہشام صفحہ 236 ، عدوان المشرکین علی مستضعفین۔۔۔الخ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

(4) (سیرت النبی لابن ہشام صفحہ 235، عدوان المشرکین علی مستضعفین۔۔۔الخ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

(5) (سیرت النبی لابن ہشام صفحہ 235، عدوان المشرکین علیا لمستضعفین۔۔۔الخ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

مجلس عرفان

جرمنی کے ریجن Nordrhein سے تعلق رکھنے والی لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے ایک وفد کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات (بقیہ از شمارہ 41)

20/اکتوبر 2025ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جرمنی کے ریجن Nordrhein سے تعلق رکھنے والی لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے پچاس رکنی وفد کی ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ جس کے لئے مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات کی غرض سے جرمنی سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ آپ کا کام رُعب ڈالنا نہیں ہے، آپ کا کام یہ ہے کہ اصلاح کرنا اور ایک ہمدرد بن کے اصلاح کرنا۔ ہر لجنہ کی ممبر کو یہ احساس ہو کہ میری صدر میری ہمدرد ہے، میری بہن ہے اور میری بہتری چاہتی ہے۔ پھر وہ آپ سے ذاتی تعلق پیدا کریں گی، جب ذاتی تعلق ہو گا، تو آپ ایک سوسائٹی بنیں گی اور یہی جماعت کی تنظیم کا مقصد ہے اور یہی چیز ہے جس کو آپ صحیح طرح اگر اختیار کریں تو اس کا حق ادا کرسکتی ہیں اور اسی طرح آپ نظام جماعت کی نمائندگی بھی کرسکتی ہیں اور خلیفۂ وقت کی نمائندگی کا حق بھی ادا کرسکتی ہیں، اس لیے لجنہ قائم کی گئی ہے۔ جو ضروری اصلاح ہے، وہ ہونی چاہیے، لیکن عقل کے ساتھ۔

ایک لجنہ ممبر نے راہنمائی کی درخواست کی کہ

بہت سے والدین اس بات کے خلاف ہوتے ہیں کہ کوئی دوسری قوم کے فرد سے شادی کرے، چاہے وہ احمدی ہی کیوں نہ ہو، ایسے میں والدین سے کس طرح بات کرنی چاہیے؟

اس پر حضورِ انور نے واضح فرمایا کہ یہ قوم اور قومیت کوئی چیز نہیں ہے۔ نیز آنحضرتؐ کی جیون ساتھی کے انتخاب کی بابت فرمودہ نصیحت کے تناظر میں بیان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو فرمایا تھا کہ تم کسی کی اچھی قوم کی وجہ سے، کسی کی دولت کی وجہ سے، کسی کی شکل کی وجہ سے شادیاں کرتے ہو۔ رشتے اس لیے تلاش کرتے ہیں۔شکل اچھی ہوتی ہے، پسند آجاتی ہے اور شادی کر لی۔ یا اس کے پاس دولت بہت ہے، تو چلو مجھے دولت تھوڑی سی مل جائے گی۔مرد لالچی ہوتے ہیں۔ یا قوم اچھی ہے، میری قوم کا آدمی ہے اس لیے مَیں نے شادی کرنی ہے۔ ہم تو چودھریوں سے باہر نہیں جائیں گے، جٹّوں سے باہر نہیں جائیں گے، سیّدوں سے باہر نہیں جائیں گے، مُغلوں سے باہر نہیں جائیں گے۔ اب ہم مُغل ہیں اور ہمارے تو کئی مُغلوں کی بلکہ بعض کی حضرت خلیفۃ المسیح الثّانیؓ کے زمانے سے مُغلوں سے باہر شادیاں ہوئی ہیں۔

نیز اس بات کی اہمیت کو بھی اُجاگر فرمایا کہ اب یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دین دیکھو۔ اگر دین ہے تو اس سے شادی کرو۔ اس لیے اگر مرد دین دیکھ رہے ہوں گے تو عورتیں بھی دیندار بنیں گی، اور لڑکیاں اگر دیندار لڑکے تلاش کر رہی ہوں گی تو لڑکے بھی دیندار بنیں گے۔ پھر ایک احمدی اسلامی معاشرہ قائم ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں کیا پتا کہ کون سیّد ہے، کون فلاں ہے اور کون فلاں نہیں ہے، ذاتوں پر تم چلے جاتے ہو اور دو نسلوں کے بعد تو پتا ہی نہیں لگتا۔بعض جھوٹے سیّد بنے ہوتے ہیں۔

حضورِ انور نے اس حوالے سے ایک دلچسپ لطیفہ بھی پیش فرمایا کہ وہ لطیفہ مشہور ہے کہ پارٹیشن سے پہلے ایک میراثی تھا اور ایک کوئی ترکھان تھا، ویسے تو یہ پیشے ہیں، لیکن ہمارے ملک میں پنجاب میں ذاتیں بنی ہوئی ہیں۔ آپ پنجابی ہیں، آپ کو پتا ہو گا، تو پاکستان بننے کے بعد بچے پڑھ گئے اور انہوں نے شادیاں کرنی تھیں۔ تو ایک سیّد بنا ہوا تھا اور ایک قریشی بنا ہوا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں! یہ سیّد ہے اور ہم قریشی ہیں، ہم رشتہ کریں گے، جب نکاح کے لیے باتیں چلنی شروع ہوئیں اور اکٹھے ہوئے تو دیکھا کہ وہ اتفاق سے دونوں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے اور ان کو پتا بھی تھا کہ ہم میں سے ایک میراثی اور ایک ترکھان ہے۔ ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ تم سیّد کیسے اور تم قریشی کیسے؟ تو ایک نے کہا کہ جس طرح تم سیّد بنے اس طرح مَیں قریشی بن گیا۔ تو کوئی پہچان نہیں ہے، اس لیے یہ طریقہ ہی غلط ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے ذات پات کے تفرقات سے پاک ہو کر نیکی اور دینداری کو ترجیح دینے کے حوالے سے توجہ دلائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ چند نسلوں کے بعد تو بھول جاتے ہیں، مطلب ہے کہ بھول کیا جاتے ہیں بلکہ پتا ہی نہیں لگتا، دنیا کو دھوکا ہوتا ہے کہ کون کیا اور کس ذات کا ہے۔ اس لیے کہہ دیا کہ مَیں چودھری ہوں، مَیں جٹ ہوں، مَیں ہرل ہوں، مَیں کھوکھر ہوں، مَیں کھرل ہوں، مَیں آرائیں ہوں یا مَیں فلاں ہوں تو ہم جٹّوں نے آرائیوں میں لڑکی نہیں دینی اور آرائیوں نے جٹّوں میں نہیں دینی، سیّدوں نے فلاں میں نہیں دینی، مغلوں نے فلاں کو نہیں دینی، یہ تو بالکل غلط طریقہ ہے۔ کوئی ذات پات نہیں، اصل چیز یہ ہے کہ احمدی برادری ہے۔ احمدی ہو، نیک ہو شادی کر لینی چاہیے۔ کوئی بھی ہو، بلکہ قرآنِ شریف میں تو یہ آیا ہے کہ جن کو تم نہیں جانتے، جن کے خاندان کے بارے میں پتا نہیں کہ وہ کون ہیں، تو وہ پھر بھی تمہارے دینی بھائی ہیں اور ان کی اولادوں سے تم شادیاں کر سکتے ہو۔ کوئی ذات پات نہیں ہے، آپ کو کیا پتا ہے کون کون ہے، نیز مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ایویں ہی سارے چودھری بن کے بیٹھے ہوئے ہیں، اور دوسرے مجھے کیا پتا کہ کون صحیح چودھری ہے بھی کہ نہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے اصل شناخت کے معیار کی بابت ایک مزید ایمان افروز واقعہ پیش فرمایا کہ سیّد عبد السّتار شاہ صاحبؓ، وہ سیّد تھے، ان کی گدی بھی تھی، ان کا خاندان پیر کہلاتا تھا، یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ کے نانا تھے، لیکن ان کو شک رہتا تھا کہ پتا نہیں کہ مَیں اصلی سیّد ہوں کہ بنا بنایا ہوں، جس طرح آجکل کے لوگ بن گئے ہیں۔ ایک دن آرہے تھے تو اُوپر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیڑھیاں اُتر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ ہاں! شاہ صاحب، تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب ان کو شاہ صاحب کہا اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوری واقفیت ان سے نہیں تھی، تو انہوں نے کہا کہ اب مجھے تسلّی ہوگئی ہے کہ میں پکّا سیّد ہوں، کیونکہ اللہ کے نبیؑ نے کہہ دیا ہے کہ مَیں سیّد ہوں، شاہ ہوں۔ تو یہ اس طرح ہونا چاہیے، آجکل آپ کی کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا کہ کون کیا ہے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ

ہمیں کیا کرنا چاہیے کہ بہن بھائیوں میں لڑائیاں کم ہوں؟

اس پر حضورِ انور نے انتہائی شفقت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے فرمایا کہ نماز پڑھا کرو، اخلاق دکھایا کرو اور ٹھنڈا پانی پی لیا کرو۔ جس پر تمام شاملینِ مجلس بھی مسکرا دیے۔ حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ اگر تمہارے اچھے اخلاق ہیں تو کیوں لڑائی ہوتی ہے، اچھا behave کر رہی ہو تو لڑائی نہیں ہو گی۔ تم نے کوئی بات کی ہو گی تو اگلا پھر لڑے گا۔ اگر کوئی تم سے لڑے، تم کان بند کر کے دوسری طرف چلی جاؤ اور کہہ دو کہ مَیں نہیں لڑوں گی۔

حضورِ انور نے اس حوالے سے مزید سمجھایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو روزے دار ہو، تو روزے والے سے کوئی لڑائی کرے یا کوئی سختی سے بولے تو تم کہہ دو کہ مَیں روزے میں ہوں، مَیں نہیں لڑوں گا، مَیں بُری بات نہیں کروں گا۔ قرآنِ شریف میں بھی آیا ہے کہ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ، لغو باتوں سے اِعراض کرو اور بچو، تو اسی طرح تم لوگ بھی لغو باتوں سے بچو۔ اور ٹھنڈا پانی پی لو اور بیٹھ جایا کرو اور وہاں سے چلی جایا کرو۔ چھوٹے بھائی ہیں، تو چھوٹے بھائیوں سے شفقت کرنی چاہیے، بڑے بھائی بہن ہیں، تو ان سے ویسے ہی عزت سے پیش آؤ اور اگر تم پر کوئی رُعب ڈالتا ہے، تو تم علیحدہ کمرے میں چلی جاؤ۔

پھر حضورِ انور نے ناصرہ سے دریافت فرمایا کہ تم پر بڑے رُعب ڈالتے ہیں، تو اس نے معصومیت سے عرض کیا کہ چھوٹا بھی، اس پر حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ چھوٹا لڑتا ہے تو اس کو معاف کر دیا کرو اور کہو کہ تمہیں معاف کیا۔

مزید برآں حضورِ انور نے غلطیوں سے سبق سیکھنے کے حوالے سے فرمایا کہ قرآنِ شریف میں دو لڑنے والوں کی مثال ہے، ایک نے کہا کہ تم یہ کہتے ہو، وہ کہتے ہو تو مَیں تمہیں قتل کر دوں گا۔ دوسرے نے کہا تم میری طرف قتل کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاؤ گے، تو مَیں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا، مَیں تو اللہ سے ہی دعا کروں گا۔ خیر ایک نے دوسرے کو مار دیا اور اس کے بعد آگے کہانی ہے کہ کس طرح وہ مر گیا اور اس کو دفنایا بھی نہیں اور پھر ایک کوّا آیا، اس نے زمین کھودی اور اپنے مرے ہوئے کوّے کو دفنایا۔ تو اس نے کہا کہ مَیں تو اس سے بھی بدّتر ہوں، تو آخر میں جو ہوتا ہے، وہ انسان کو غلط باتیں کرنے کا افسوس ہوتا ہے۔

آخر میں حضورِ انور نے ناصرہ کو تلقین فرمائی کہ جب وہ تمہارا چھوٹا بھائی بڑا ہو جائے گا یا بھائی بہن جو بھی ہے، تو وہ کہے گا او ہو! مَیں غلطی کرتا تھا اور بہنوں سے لڑتا تھا، اس لیے تم شروع میں ہی معاف کر دیا کرو۔

ایک لجنہ ممبر نے عرض کیا کہ

بعض اوقات نوجوان لڑکوں کو بنیادی باتوں کا پتا نہیں ہوتا، جیسے کہ پاکی اور ناپاکی، پھر یہ لاعلمی عائلی مسائل کا باعث بن رہی ہوتی ہے، اس سلسلے میں ہماری راہنمائی فرما دیں کہ کس طرح چھوٹی عمر سے بچے کو ان باتوں کے بارے میں بتایا جائے؟

اس پر سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں حضورِ انور نے بچوں کی تربیت میں والدین کی راہنمائی اور ذمہ داری کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو بتانا چاہیے۔ ماں باپ کا بتانا کام ہے، کیا بتاؤں۔ ان کی دینی تعلیم ہے، لٹریچر ہے، اطفال الاحمدیہ ہے، خدام الاحمدیہ ہے، وہاں بھی ان کو سمجھایا جاتا ہے۔ فقہی مسائل ہیں، آپس میں ماں باپ کی بے تکلفی ہو، تو ان کو بتائیں۔ لڑکیوں کو مائیں بتاتی ہیں کہ کیا ناپاکی پاکی ہے، لڑکوں کو باپ بتائیں۔ اگر ماؤں کو جھجک ہے اور ان کی شروع میں گھروں کی تربیت یہ ہے، تو کوئی باہر سے آپ کو خطبہ تو نہیں دے گا کہ یہ ناپاکی اور یہ پاکی ہے، اس پر تم عمل کرو۔ یہ تو خود عقل کا استعمال کریں اور خود ہمّت کریں اور اس بات کو سوچیں کہ میری کیا ذمہ داریاں ہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور ذمہ داریوں کا احساس یہی ہے کہ بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ تو ان کو بچپن میں سمجھانا چاہیے، دس سال کا بچہ ہو جاتا ہے، پھر گیارہ سال کا ہو جاتا ہے، بارہ سال کا ہو جاتا ہے، مختلف عمروں سے گزرتے ہیں اور اسی طرح لڑکیاں مختلف عمروں سے گزرتی ہیں، تو ہر سٹیج پر جو بھی باتیں ہیں، ان کو ماں اور باپ کو سمجھانا چاہیے، تو اسی سے تربیت ہوتی ہے۔

آخر میں حضورِ انور نے اس پہلو کی جانب بھی توجہ دلائی کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں اور اگر شرم آتی ہے، تو پھر لکھ کے ان کے سرہانے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا کریں کہ اسلام کی یہ پاکی اور یہ ناپاکی ہے، یہ تعلیم ہے، اس طرح

تربیت بھی کر سکتے ہیں۔ اگر زیادہ شرم آتی ہے، آپ لوگ شرماتے بڑا ہیں، اوّل تو شرمانا نہیں چاہیے۔ نیز احساس دلایا کہ آجکل کے زمانے میں بغیر شرمائے فضول فلمیں تو دیکھ لیتے ہیں، یہاں باتیں کرتے ہوئے شرم آجاتی ہے، اور کچھ نہیں تو ان کو لکھ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا کریں تا کہ وہ پڑھ لیں اور ان کو پتا لگ جائے کہ اسلام کی تعلیم پاکی کے بارے میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے کیا ہے۔

ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ **کیا مردوں کے لیے داڑھی رکھنا فرض ہے، کیونکہ کئی احمدی مرد اس معاملے میں سنجیدہ نہیں نظر آتے؟**

اس پر حضورِ انور نے واضح فرمایا کہ داڑھی رکھنا فرض نہیں، بلکہ یہ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضورِ انور نے تذکرہ فرمایا کہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شکایت کی کہ ایک شخص نے بہت چھوٹی سی داڑھی رکھی ہوئی ہے، تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس حد تک کوئی شخص میرے طریقہ کار کی پیروی کرتا ہے، وہ اس کے میرے ساتھ تعلق کی عکاسی کرتا ہے، چونکہ یہ سُنّتِ نبویؐ ہے اس لیے داڑھی رکھنی چاہیے۔ اس حوالے سے حضورِ انور نے اپنی ذاتی مثال بھی پیش فرمائی کہ نوجوانی میں انہیں داڑھی رکھنے کا خیال نہیں آیا، مگر بعد میں ایک چھوٹی داڑھی سے آغاز کیا اور آہستہ آہستہ اسے بڑھایا۔ نیز توجہ دلائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ہم پیروکار ہیں، ان کی محبّت میں سُنّت پر جتنا زیادہ عمل کرنے کی کوشش کریں گے، اتنا ہی زیادہ اجر ہمیں ملے گا۔ پس فرض نہ ہونے کے باوجود یہ یقینی طور پر سُنّت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کسی شخص کے ایمان کی مضبوطی اور اس سے اس کا تعلق اس کے طرزِ عمل اور صورت کی تقلید کی کوششوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے جماعت کے عہدیداروں کے لیے شرط رکھی گئی ہے کہ وہ کم از کم داڑھی رکھیں، سوائے اس کے کہ کوئی خاص طبّی وجہ اس کی راہ میں روک ہو، یہ جماعت کے نفاذ کی حد ہے۔ تاہم یہ کوئی زبردستی نہیں ہے اور افراد پر لاٹھی نہیں چلائی جا سکتی۔ آخر میں حضورِ انور نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ مرد بھی داڑھی رکھنے پر مجبور کرنے کی شکایت کر سکتے ہیں، جیسا کہ کچھ خواتین حجاب کے معاملے میں کرتی ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حجاب قرآنِ کریم کا صریح حکم ہے، جبکہ داڑھی فرض نہیں، بلکہ سُنّت ہے۔

ایک سائل نے راہنمائی کی درخواست کی کہ **جب کوئی مشکل یا آزمائش طویل ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے اور کس طرح اللہ پر اعتماد برقرار رکھتے ہوئے ثابت قدم رہا جا سکتا ہے؟**

اس پر حضورِ انور نے مفصّل راہنمائی عطا فرمائی کہ دعا جاری رکھنی چاہیے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں بیان فرمایا کہ دعا کے قبول ہونے میں تاخیر جتنی زیادہ ہو، اُمید اتنی ہی زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر کار اسے قبول فرمائے گا، اس لیے صبر اور حوصلے کی ضرورت ہے۔

اس تناظر میں حضورِ انور نے ایک معروف ولی کا قصّہ بھی سنایا کہ جس نے مسلسل تیس سال تک دعا کی۔ کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو اطلاع دی کہ ان کی دعا قبول نہیں ہو گی اور یہ آزمائش مقدر رہے۔ ایک دن جب ولی دعا کر رہے تھے، ایک مُرید بھی بحالتِ کشف یہ آواز سُن رہا تھا، مُرید نے کہا کہ چونکہ اللہ نے فرمایا کہ دعا قبول نہیں ہو گی، تو آپ دعا کرنا بند کر دیں۔ ولی نے جواب دیا کہ یہی واحد دروازہ ہے، جس کی طرف مَیں رجوع کر سکتا ہوں، اور کس پر بھروسہ رکھوں؟ اگر کسی پر اعتماد کرنا ہے تو صرف اللہ پر، کسی انسان پر نہیں۔ انہوں نے یہ عزم کیا کہ اگر دعا ابھی قبول نہیں ہوتی، تو شاید ایک دن قبول ہو ہی جائے گی یا یہ اللہ کی منشا ہے اور انہیں اس پر راضی رہنا چاہیے، اصل اجر تو آخرت میں ہے۔ اسی لمحے ولی اور مُرید پر کشف کی حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ گذشتہ تیس سال کی تمام دعائیں قبول ہو چکی ہیں۔

مزید برآں حضورِ انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بھی پیش فرمائی کہ جنہوں نے مکّہ میں لگاتار تیرہ سال شدید مشکلات برداشت کیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نبی اُن سے زیادہ محبوب نہ تھا، ہجرت کے بعد بھی کئی سال جنگوں اور مکّہ کی فتوحات تک مسلسل مشکلات اور دشمنیوں کا سامنا کیا، پھر بھی صبر کیا اور اللہ پر اعتماد برقرار رکھا۔ آپؐ کی زندگی میں بچوں، لوگوں، دشمنوں اور رشتہ داروں سے متعلق غمّ اور مصیبتیں آئیں، لیکن آپؐ نے کبھی اللہ سے اُمید نہیں توڑی۔

آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ اور کس راستے پر پھر جائیں، کہاں جائیں؟ نیز تلقین فرمائی کہ ہمیں یہ اُمید ہے کہ اگر ہم دنیا کی آزمائشیں صبر و استقامت سے گزاریں اور اللہ کے مقرر کردہ امتحان میں کامیاب ہوں، تو اگلی زندگی میں پھر عظیم اجر ملے گا۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ دنیا میں صرف سترّ یا اسّی سال گزارے جائیں گے، اگر ہم اللہ پر بھروسہ رکھیں، تو اجر آخرت میں حاصل ہو گا اور ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

ایک لجنہ ممبر نے سورۃ النور کی اس آیت اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَالۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَالطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ کے مفہوم کے متعلق سوال کیا کہ اگر کوئی بہت نیک شخص ایسے شریکِ حیات سے منسلک ہو جائے جو دین سے دُور ہو تو اس آیت کو کس طرح سمجھا جائے؟

اس پر حضورِ انور نے جامع راہنمائی عطا فرمائی کہ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا نکاح سے پہلے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی کے لیے دعا کی گئی تھی۔ اگر دعا کی گئی تھی اور دل کو اطمینان حاصل ہوا تھا، تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شریکِ حیات میں کچھ دیگر نیک پہلو دیکھے ہوں۔ لیکن اگر واقعی وہ شریکِ حیات بدکردار ثابت ہو، تو اسلام نے اس میں عورت کے لیے خُلع اور مرد کے لیے طلاق راستہ رکھا ہے۔ بایں ہمہ حضورِ انور نے نصیحت فرمائی کہ نکاح سے پہلے ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیے کہ اگر یہ رشتہ میرے حق میں بہتر ہے، تو اے اللہ! اسے ممکن بنا دے، اور اگر نہیں، تو اس میں کوئی رکاوٹ پیدا فرما دے۔ لیکن اگر کوئی شخص محض ذات، دولت، خاندان یا ظاہری خوبصورتی کو دیکھ کر نکاح کرے، تو پھر وہ اس کے نتائج کا ذمہ دار خود ہے، اللہ تعالیٰ نہیں۔

مزید برآں حضورِ انور نے سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں بیان فرمایا کہ آیت کا عمومی مفہوم یہ ہے کہ بدکردار لوگ عموماً بدکردار لوگوں کی طرف مائل ہوتے ہیں اور اُن کے درمیان ایسے رشتے عام ہیں، تاہم استثنائی صورتیں موجود ہیں، کبھی نیک عورت بدکردار مرد کے نکاح میں بھی آجاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں پہلے دعا کرنی چاہیے اور نصیحت و اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر باوجود حقیقی کوشش کے وہ شخص باز نہ آئے اور بدی میں انتہا تک پہنچ جائے، تو علیحدگی کا راستہ کھلا ہے۔

آخر میں حضورِ انور نے اس بات کو بھی واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخصوص شادی کے لیے یہ نہیں فرمایا کہ وہ ضرور ہونی چاہیے، ماسوائے اس کے کہ کسی کو الہام ہو یا کسی صالح شخص کے ذریعہ خاص راہنمائی حاصل ہو۔ اس لیے کسی رشتے کے غلط ثابت ہونے پر اللہ کو الزام نہیں دیا جا سکتا۔ عام طور پر نیک شخص دانستہ کسی بدکار سے شادی نہیں کرتا۔ نکاح سے پہلے شریکِ حیات کے بارے میں مکمل تحقیق کرنی چاہیے، اگر کسی کے عیوب معلوم ہونے کے باوجود نکاح کیا جائے، تو یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شخص حقیقی معنی میں نیک نہیں۔

ملاقات کے اختتام پر حضورِ انور نے از راہِ شفقت تمام شاملاتِ مجلس کو بطورِ تبرک قلم کا تحفہ عطا فرمایا اور چھوٹی بچیوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائی۔ یہ روح پرور نشست حضورِ انور کے دعائیہ کلمات ''اللہ حافظ، السلام علیکم'' پر اختتام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 1 نومبر 2025ء)

☆...☆...☆

جماعت احمدیہ ننگلہ گھنو اتر پردیش میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

30/ اگست کو جماعت احمدیہ ننگلہ گھنو ضلع ایٹہ یوپی میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد عمل میں آیا۔ یہ جلسہ زیر صدارت مکرم نعیم خان صاحب صدر جماعت ننگلہ گھنو منعقد ہوا۔ مکرم شیر محمد صاحب سابق معلم سلسلہ نے تلاوت قرآن مجید کی۔ مکرم دانش احمد صاحب نے نعت پیش کی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مظہر احمد صاحب انسپکٹر بیت المال نے کی جبکہ دوسری تقریر خاکسار رشید احمد مبلغ انچارج ضلع ایٹہ کی تھی۔ آخر پر عزیزہ ویرا بانو، عزیزہ ثانیہ، عزیزہ عالیہ بانو نے ترانہ پیش کیا۔ بعد صدارتی خطاب و دُعا جلسہ برخاست ہوا۔

(رشید احمد مبلغ انچارج ضلع ایٹہ اتر پردیش)

☆...☆...☆

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَہَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ

(المومن: 61)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلۡبَسُوۡا مِنۡ ثِیَابِکُمُ الۡبَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنۡ خَیۡرِ ثِیَابِکُمۡ وَکَفِّنُوۡا فِیۡھَا مَوۡتَاکُمۡ

(ترمذی، کتاب الجنائز باب ما یستحب من الاکفان حدیث 994)

یعنی سفید کپڑا پہنا کرو کیونکہ یہ بہترین لباس ہے۔ اسی طرح سفید کپڑوں میں ہی دفن کیا کرو۔

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201

Contact Number : 09440023007 08473296444

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۸/مارچ ۲۰۲۶ء بروز بدھ بارہ بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر مکرمہ شمیم اشرف صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری محمد اشرف صاحب مرحوم (ٹوٹنگ یوکے) اور مکرم ممتاز احمد بٹ صاحب (آف مالڈن مینر۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور چھ مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

۱۔مکرمہ شمیم اشرف صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری محمد اشرف صاحب مرحوم (ٹوٹنگ یوکے)

15/مارچ 2026ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔۔ مرحومہ جماعت آئرلینڈ کی ممبر تھیں لیکن چند سال سے بیماری کے باعث اپنے بیٹوں کے پاس یوکے میں مقیم تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریبوں کا خیال رکھنے والی، بڑی ہمدرد، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ اور دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔خلافت کے ساتھ اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔حضور انور کے خطابات اور خطبات بڑی توجہ سے سنا کرتی تھیں۔مرحومہ کو آئرلینڈ کی مسجد کے سنگ بنیاد میں اینٹ رکھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے، آٹھ بیٹیاں اور بہت سے نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

۲۔مکرم ممتاز احمد بٹ صاحب (آف مالڈن مینر۔یوکے)

12/مارچ 2026ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔۔آپ حضرت محمد بخش بٹ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے، مکرم عبدالکریم بٹ صاحب (آف تنزانیہ) کے بیٹے اور مکرم خلیفہ صلاح الدین صاحب مرحوم کے داماد تھے۔مرحوم نماز اور روزہ کے پابند، اچھی طبیعت کے مالک، بڑے مہمان نواز، ہر کسی کے ساتھ پیار اور محبت کا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔آپ دوسروں کے کام اور مدد کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا، تین بیٹیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔آپ مکرم خلیفہ فلاح الدین صاحب کے بہنوئی اور مکرم مرزا خلیق احمد صاحب (سیکرٹری اشاعت جماعت یوکے) اور مکرم مرزا لئیق احمد صاحب (عملہ حفاظت اسلام آباد۔یوکے) کے خالو تھے۔

نماز جنازہ غائب

۱۔مکرم مبارک احمد صاحب ابن مکرم سلطان احمد صاحب (دارالشکر جنوبی ربوہ)

7/جنوری 2026ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔۔ آپ حضرت نظام الدین صاحب بافندہ رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔مرحوم نے اپنی زندگی کے تقریباً 18سال اخلاص و وفا کے ساتھ جماعت کی خدمت میں گزارے۔ پیر کوٹ ثانی (ضلع حافظ آباد) میں سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ آنے کے بعد محلہ نصرت آباد میں بطور سیکرٹری وقفِ جدید اور پھر دارالشکر جنوبی میں معاون سیکرٹری وقفِ جدید کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ پیر کوٹ ثانی کی نئی مسجد کی تعمیر کے تمام مراحل میں بڑی قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور باقاعدگی سے تلاوتِ قرآنِ کریم کرنے والے، بڑے منکسر المزاج، مہمان نواز اور اچھے اخلاق کے مالک ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔خلافت کے ساتھ والہانہ عشق کا تعلق تھا۔مرحوم اپنے تمام چندے غیر معمولی شوق کے ساتھ ادا کرتے تھے۔آپ نے اپنی اولاد کی بڑی عمدہ تربیت کی اور انہیں ہمیشہ نماز باجماعت، تلاوتِ قرآنِ کریم اور دین کی خدمت کی تلقین کرتے رہے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم عدنان مبارک صاحب ... خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۲۔مکرم پروفیسر عزیز احمد طاہر صاحب ابن مکرم عبداللطیف صاحب (ناصر آباد شرقی ربوہ)

18/اکتوبر 2025ء کو 86سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔۔مرحوم مکرم عبداللطیف صاحب اوورسیئر کے بیٹے تھے جنہوں نے ربوہ کی نقشہ بندی کی تھی۔آپ نے قاضی سلسلہ اور نائب قائد تعلیم انصار اللہ پاکستان کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ کچھ عرصہ تعلیم الاسلام کالج میں پڑھاتے بھی رہے۔ انتہائی دین دار، مالی قربانی میں پیش پیش اور دعوت الی اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو لے پالک بچے شامل ہیں۔

۳۔مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم کرم دین بشیر صاحب (دارالعلوم جنوبی حمید ربوہ)

6/دسمبر 2025ء کو 87سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت جلال دین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور مکرم ملک شرافت احمد صاحب مرحوم (کارکن وقف جدید) کی بڑی بیٹی تھیں۔مرحومہ نے لمبا عرصہ صدر لجنہ مجلس شمس آباد ضلع قصور کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ گاؤں کے بہت سے بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی رہیں۔ بڑی نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔

۴۔مکرمہ امۃ السلیم نجمہ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد نعمت اللہ غوری صاحب (آف یادگیر صوبہ کرناٹک۔انڈیا)

10/نومبر 2025ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔۔ آپ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، غریب پرور، اچھے اخلاق کی حامل ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ کا جماعت اور خلافت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا۔ احمدی اور غیر احمدی مستحق لڑکیوں کی شادی بیاہ کے موقع پر امداد کیا کرتی تھیں۔ جماعتی جلسوں اور اجلاسات میں بلاناغہ شرکت کرتیں اور باقاعدگی کے ساتھ تمام چندہ جات ادا کرتی تھیں۔آپ نے 40 سال تک صدر لجنہ اماء اللہ یادگیر صوبہ کرناٹک کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔آپ مکرم عرفان قریشی صاحب (سیکرٹری جائیداد یوکے) کی اہلیہ کی نانی تھیں۔

۵۔مکرمہ جہاں آراء صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ عبدالمومن صاحب مرحوم (قادیان)

29/جنوری 2026ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔۔ آپ کا اصل تعلق جماعت بانسرہ صوبہ بنگال سے تھا۔1971ء میں مستقل ہجرت کر کے اپنے شوہر کے پاس قادیان آ گئیں۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ملنسار، صابرہ وشاکرہ، دعاگو، غریب پرور، بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات باقاعدگی سے ادا کیا کرتی تھیں۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ مضبوط مخلصانہ تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب (واقف زندگی مبلغ سلسلہ) اس وقت جامعہ احمدیہ قادیان میں بطور استاد خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۶۔مکرم امانت محمود محسن صاحب ابن مکرم چودھری محمود احمد صاحب (گھٹیالیاں کلاں ضلع سیالکوٹ)

7/جنوری 2026ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔۔مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، ملنسار، غرباء کی مدد کرنے والے ایک نیک فطرت اور مخلص انسان تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے پختہ تعلق تھا۔ چندہ جات بڑی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔آپ کے ایک بھانجے مکرم نعیم اشفاق صاحب مربی سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

⁂⁂⁂

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آ گیا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 511 پیشگوئی 14)

طالب دعا : میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مؤرخہ 10/فروری 1901ء صفحہ 1)

طالب دعا :سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا : محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

اپنے آقا آنحضرت ﷺ کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قیام توحید کے لئے عملی کوشش

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10/اپریل 2026ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی ایک بنیادی غرض کیا تھی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی بنیادی غرض میں سے ایک دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا اور شرک کا خاتمہ کرنا تھا۔

سوال: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے نعمتوں کے بارے میں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: انسان کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس کی نعمتیں اور اولاد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملی ہیں، اس لیے ہر قول و فعل سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اظہار کرنا چاہیے اور کبھی یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہمارا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق ہے۔

سوال: مبارک احمد کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا ردِ عمل تھا؟

جواب: آپؑ نے نہایت صبر کا مظاہرہ فرمایا، احباب کو لکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی، اس پر گھبرانا نہیں چاہیے، اور پھر فرمایا کہ مبارک احمد کے متعلق خدا تعالیٰ کا الہام پورا ہو گیا۔

سوال: سلطان عبد الحمید خان کی کون سی بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پسند تھی؟

جواب: جب وزراء نے جنگ کے راستے میں مختلف مشکلات بیان کیں تو سلطان عبد الحمید نے کہا کہ "کوئی خانہ تو خدا کے لیے بھی چھوڑنا چاہیے۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بات میں اللہ تعالیٰ پر توکل بہت پسند تھا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک طبیب سے علاج کروانے سے کیوں انکار کیا؟

جواب: طبیب نے دعویٰ کیا کہ وہ دو دن میں آپؑ کو آرام پہنچا دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس دعوے کو پسند نہیں فرمایا اور اسے خدائی دعوے کے مشابہ قرار دیتے ہوئے علاج کروانے سے انکار کر دیا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک عبادات اور صدقہ کی قبولیت کے لیے کیا ضروری ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے دل میں حقیقی جوش ہو اور انسان نفس کی آمیزش اور دنیوی فوائد و منافع کے خیال سے پاک ہو۔

سوال: قبولیتِ دعا کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس بات کو ضروری قرار دیا؟

جواب: توحید پر کامل یقین اور ایمان ضروری ہے، اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی دعا کو سب سے مقدم رکھنا چاہیے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی بھاری غرض و غایت کیا بیان ہوئی ہے؟

جواب: اسلام کی خدمت اور توحید کا قیام آپؑ کی بعثت کی بھاری غرض و غایت بیان ہوئی ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عیسائیت کے عقائد پر کس بات کا دکھ تھا؟

جواب: آپؑ کو اس بات کا شدید دکھ تھا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا اور ایک مشتِ خاک کو ربّ العالمین سمجھا گیا، جسے آپؑ توحید کے خلاف سمجھتے تھے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلبِ سلیم کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو سب سے پہلے قلبِ سلیم عطا کیا، یعنی ایسا دل جس کا حقیقی تعلق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے نہ تھا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توحید کے قیام کے لیے اپنے ماننے والوں کو کیا ہدایت فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نیک فطرت لوگوں کو توحید کی طرف کھینچنا اور انہیں دینِ واحد پر جمع کرنا چاہتا ہے، اس لیے اس مقصد کی پیروی نرمی، اخلاق اور دعاؤں کے ذریعے کرنی چاہیے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کی اصل غرض کیا بیان فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ آپؑ کی تمام تر خوشی اسی میں ہے اور بعثت کی اصل غرض اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم ﷺ کی عزت دنیا میں قائم کرنا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیروں کے قدم چومنے کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ پیروں کے قدموں کو چومنا شرک ہے اور آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں شرک مٹانے کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔

سوال: انبیاء کی بعثت کا ایک بنیادی کام کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء دنیا میں شرک مٹانے کے لیے آتے ہیں اور آپؑ کا کام بھی شرک مٹانا ہے، نہ کہ شرک قائم کرنا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصاویر کے بارے میں کیا بنیادی اصول بیان فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ تصویر کا مقصد دیکھا جائے؛ اگر کسی صحیح اور مفید ضرورت کے لیے ہو تو گنجائش ہے، لیکن تصویر کو بت پرستی یا شرک کا ذریعہ بنانا درست نہیں۔

سوال: کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر قسم کی تصویر کو مطلقاً حرام قرار دیا؟

جواب: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تصویر کسی مفید اور صحیح مقصد کے لیے ہو تو اسے مطلقاً حرام نہیں کہا جا سکتا، مثلاً علمی فوائد اور امراض کی تشخیص کے لیے تصویر کے آلات کا استعمال مفید ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصاویر کو ذریعۂ معاش بنانے کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؑ نے اسے ناپسند فرمایا اور جماعت کو نصیحت کی کہ بلا ضرورت آپؑ کی تصاویر کو عام کرنا یا ان سے کسبِ معاش کرنا بدعات کا ذریعہ بن سکتا ہے جو بالآخر شرک تک پہنچا دیتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصورِ مخلوق کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: "تصوّرِ مخلوق سے بجز شرک کے اور کوئی نتیجہ نہیں۔" اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے اللہ کا اسم کافی قرار دیا۔

سوال: کیمیا گری کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ انسان کو رزق کے لیے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ جائز اسباب اختیار کرنے چاہئیں اور تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے راستے پیدا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توحید کی تعلیم نے ایک شخص پر کیا اثر ڈالا؟

جواب: ایک شخص نے آپؑ کا یہ شعر سنا کہ "ہے وہی اکثر پرندوں کا خدا" تو اسے توحید کی حقیقت کا احساس ہوا اور وہ قادیان آیا اور بیعت سے مشرف ہوا۔

سوال: کسی شخص کے احسان پر "جزاک اللہ" کہنے سے پہلے "الحمد للہ" کہنے کی کیا وجہ بیان ہوئی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ احسان کرنے والا اور وہ اسباب جن کے ذریعے وہ محسن بنا، سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں ہیں؛ اس لیے سب سے پہلے خالقِ اسباب کا شکر ادا کرنا چاہیے اور الحمد للہ کہنا چاہیے، پھر جزاک اللہ کہنا چاہیے۔

سوال: لاہور کے آخری سفر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیماری کے باوجود کیا مثال قائم فرمائی؟

جواب: شدید ضعف اور بیماری کے باوجود آپؑ نے تقریباً تین گھنٹے تک نہایت پُرزور اور معارف سے لبریز تقریر فرمائی۔

سوال: لاہور میں ہندو مستورات کے وفد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: آپؑ نے انہیں توحید کی تلقین فرمائی، بت پرستی سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا و پرارتھنا کرنے کی تاکید فرمائی۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک توحید کے قیام کے لیے تبلیغ کا کیا طریق اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: نرمی، اخلاق اور دعاؤں کے ذریعے توحید کا پیغام پہنچانا چاہیے۔

سوال: آج مسیح محمدی کے غلاموں کا کیا کام ہے؟

جواب: توحید کا پیغام دنیا تک پہنچانا اور اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا آج مسیح محمدی کے غلاموں کا کام ہے۔

***

(بقیہ صفحہ نمبر 6):

بلکہ معروف اطاعت کی ضرورت ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ پس اصل اطاعت وہ ہے جو عملی طور پر نظر آئے، جو آپ کے افعال سے ظاہر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے نظامِ خلافت کو جاری فرمایا ہے۔ خلافت کے قیام کا وعدہ رسول کریم ﷺ کا وعدہ ہے یعنی یہ کہ مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اُس کی خلافت قائم ہو گی۔ پھر اس خلافت نے قیامت تک جاری رہنا ہے ان شاء اللہ۔ گر یہ وعدہ خلافت کے متبعین کے ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ مشروط ہے۔ اس بات کے ساتھ مشروط ہے کہ خلافت کے ماننے والے تقویٰ میں ترقی کرتے جائیں اور معروف کی اطاعت کریں۔

پس آپ جو خدام الاحمدیہ ہیں، آپ یاد رکھیں کہ جب آپ یہ عہد کرتے ہیں کہ آپ ہر قربانی کے لیے تیار رہیں گے، خلافتِ احمدیہ کی حفاظت کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ خلافت کی جانب سے دیے جانے والے ہر حکم پر اس کی مکمل رُوح کے ساتھ عمل کریں گے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو یقیناً آپ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے والے ہوں گے۔

اس کے لیے تقویٰ شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اولین شرط ہے۔ جب آپ ایسا کرنے والے ہوں گے تب ہی آپ شرائطِ بیعت پر عمل کرنے والے بھی ہوں گے۔ ہر قربانی کے لیے تیار رہنے کا یہی مفہوم ہے۔

اللہ کرے کہ آپ اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے والے ہوں اور پھر اِس روحانی تبدیلی کو دنیا تک پہنچا سکیں۔ آپ کی زندگیاں حقیقی رنگ میں مومنانہ شان رکھنے والی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آپ کی زندگیاں بسر ہوں۔

آپ وہ لوگ ہوں جو سارے عالَم میں محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کو سب جھنڈوں سے بلند تر لہرانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس امتحان میں سرخرو فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12744: میں سائمہ ندرت بنت مکرم طاہر محمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 20اپریل 2008ء پیدائشی احمدی ساکن: دار الانوار، پوسٹ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 22 جولائی 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت مندرجہ ذیل جائداد ہے۔ زیور طلائی: گلے کی چین ایک عدد، کان کی بالیاں ایک جوڑی، ناک کا پھول ایک عدد، انگوٹھی ایک عدد (تمام زیورات 15 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: ہاتھ کی بالی ایک عدد، پازیب ایک جوڑی (تمام زیورات 30 گرام)۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 3500روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ فرقان احمد الامۃ: سائمہ ندرت گواہ: حلیم احمد

مسل نمبر 12745: میں طاہر محمد ولد مکرم شریف محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 2جنوری 1980ء پیدائشی احمدی ساکن: دار الانوار پوسٹ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 22 جولائی 2026ء وصیت کرتاہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ پلاٹ نمبر 731/2102 جس کا ایریا 58 ڈسمل ہے۔ پلاٹ نمبر 731/2115 جس کا ایریا 55 ڈسمل ہے۔ دونوں پلاٹ پر مکان تعمیر ہے جو کہ دونوں بھائیوں میں مشترکہ ہے جسمیں 5 کمرے ایک کچن اور 3 باتھروم ہیں۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 70ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتاہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ فرقان احمد العبد: طاہر محمد گواہ: حلیم احمد

مسل نمبر 12746: میں عبدالحسیب فراش ولد مکرم عبدالحفیظ فراش صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 8 مئی 1999ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ مسلم پورہ یادگیر کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ یکم اپریل 2026ء وصیت کرتاہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار 10000روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد رفیق اللہ خان العبد: عبدالحسیب فراش گواہ: نور الحق ہوڈری

مسل نمبر 12747: میں انم شاہد بنت مکرم شاہد احمد جاوید صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم، تاریخ پیدائش: 3اگست 2008ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ اقصیٰ قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 5اگست 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رفیق احمد عاجز الامۃ: انم شاہد گواہ: عبدالقیوم

مسل نمبر 12748: میں شمشاد کوثر زوجہ مکرم احمد جاوید ثاقب صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 3فروری 1990ء پیدائشی احمدی ساکن: کوٹھی دار السلام قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 27جولائی 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 101000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: متین الرحمٰن الامۃ: شمشاد کوثر گواہ: حارث احمد خان

مسل نمبر 12749: میں ارشد ایوب نائک ولد مکرم محمد ایوب نائک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ فوجی تاریخ پیدائش: 4جون 1996ء پیدائشی احمدی ساکن: آسنور ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ: 2دسمبر 2025ء وصیت کرتاہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 80000روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سبزار احمد رشی العبد: ارشد ایوب نائک گواہ: غلام علی نائک

مسل نمبر 12750: میں عطاء السلام وانی ولد مکرم عبدالشکور وانی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری عمر 47 سال پیدائشی احمدی ساکن: آسنور کولگام کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 5 جون 2026ء وصیت کرتاہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از زمینداری سالانہ 100000روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شاہد احمد نائک العبد: عطاء السلام وانی گواہ: محمد الیاس لون

مسل نمبر 12751: میں چاندنی زوجہ مکرم خلیل خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 29 سال تاریخ بیعت: 2017ء ساکن: بروعہ نور آباد گوالیئر ایم پی بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ یکم مئی 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد انگوٹھی 3 گرام، کان کے ٹاپس ایک جوڑی 5 گرام، 2 عدد منگل سوتر 6 گرام، 3عدد ناک کی بالیاں ایک گرام (تمام زیورات 18 کیریٹ) زیور نقرئی: ایک عدد پائل 100 گرام، ایک عدد پائل 80 گرام۔ حق مہر 51000روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: خلیل خان الامۃ: چاندنی گواہ: بابو خان

مسل نمبر 12752: میں ریحانہ پروین زوجہ مکرم غلام احمد کے آئی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 11فروری 1995ء پیدائشی احمدی ساکن: کا کائیلم ہاؤس، کلپینی آئی لینڈ، لکشدیپ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 22جون 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد چین 8 گرام، ایک جوڑی کان کی بالی 2 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: غلام احمد کے آئی الامۃ: ریحانہ پروین گواہ: سی جی عبد الکریم

مسل نمبر 12753: میں صدیق محمد ولد مکرم بی ایم کویا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر: 53سال پیدائشی احمدی ساکن: ڈفوڈلز، کاڈالائی، کنور بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 10جولائی 2026ء وصیت کرتاہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 145000روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایس وی محمد اکبر العبد: صدیق محمد گواہ: محمد رازق ٹھوکر

مسل نمبر 12754: میں عائشہ احمد بنت مکرم عبدالسلام احمد صاحب قوم احمدی مسلمان، طالبہ علم تاریخ پیدائش: 19ستمبر 2007ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: 8125الحکمہ حمرا، Riyadh۔ مستقل پتہ: وکٹوریہ سی 905 اومیکس 93B سکٹر نوئیڈا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 3جولائی 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد چین 5 گرام، ایک جوڑی کان کی بالیں 4 گرام، ایک عدد انگوٹھی 4 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500ریال ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16اور ماہوار آمد پر 1/10حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نعمان احمد الامۃ: عائشہ احمد گواہ: عبد السلام احمد شاہ

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

اللہ کی صفت الحکیم کی پُرحکمت تشریحات

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7/دسمبر 2007ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ کا بنیادی موضوع کیا تھا؟

جواب: خطبہ کا بنیادی موضوع اللہ تعالیٰ کی صفت ''الحکیم'' کے لغوی، تفسیری اور عملی مفہوم کو بیان کرنا تھا۔

سوال: ''حکیم'' کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب: حکیم کے معنی حکمت والا، صاحب علم، بہترین اشیاء کا کامل علم رکھنے والا اور امور کے اسرار و رموز کو سمجھ کر انہیں عمدگی اور مہارت سے انجام دینے والا ہیں۔

سوال: حکمت سے کیا مراد ہے؟

جواب: حکمت سے مراد افضل ترین اشیاء کا افضل علوم کے ذریعہ علم حاصل کرنا، ان کی گہرائی تک پہنچنا اور امور کو ان کے مناسب طریق پر انجام دینا ہے۔

سوال: قرآن کریم کو ''الذکر الحکیم'' کہنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قرآن کریم ایسی محکم کتاب ہے جس میں کوئی اختلاف یا اضطراب نہیں۔ اس کے احکام واضح ہیں، تاہم اس کے حقیقی علوم و معارف کو سمجھنے کے لیے تقویٰ اور پاکیزہ دل ضروری ہیں۔

سوال: قرآن کریم کے علوم حاصل کرنے کے لیے تقویٰ کیوں ضروری ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان مطابق دنیوی علوم کے حصول کے لیے تقویٰ شرط نہیں، لیکن علوم آسمانی اور اسرارِ قرآنی کی واقفیت کے لیے تقویٰ پہلی شرط ہے۔ جب تک انسان عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو اختیار نہ کرے، قرآنی علوم کا دروازہ اس پر پوری طرح نہیں کھلتا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے دنیوی اور قرآنی علوم میں کیا فرق بیان فرمایا؟

جواب: دنیوی علوم حاصل کرنے کے لیے صوم و صلوٰۃ اور تقویٰ شرط نہیں، جبکہ علوم قرآن کے لیے تزکیہ نفس، تقویٰ، عاجزی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی کامل پابندی ضروری ہے۔

سوال: کیا دنیاوی علوم حاصل کرنا منع ہے؟

جواب: نہیں، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تشریح کے مطابق دنیاوی علوم حاصل کرنا منع نہیں، بلکہ قرآن کریم اس کی طرف رہنمائی بھی فرماتا ہے۔ البتہ صرف دنیاوی علم کو سب کچھ سمجھ لینا اور دین کو نظرانداز کرنا حکمت نہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کی علمی حالت کے بارے میں کیا تنبیہ فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ بعض لوگ مغربی علوم و ایجادات سے متاثر ہو کر مغرب کو اپنا امام بنا لیتے ہیں، جبکہ بعض مذہبی لوگ صرف صرف و نحو کے مباحث میں الجھے رہتے ہیں؛ دونوں صورتوں میں اگر تزکیہ نفس اور قرآن کریم کی طرف حقیقی توجہ نہیں تو قرآنی علوم سے محرومی رہتی ہے۔

سوال: مفردات امام راغبؒ کے مطابق حکمت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: علم اور عقل کی مدد سے حق بات تک پہنچ جانا حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکیم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی تمام پیدا کردہ اشیاء کی کامل معرفت رکھتا ہے اور انہیں انتہائی عمدگی اور کمال کے ساتھ وجود میں لاتا ہے۔

سوال: انسان کے حکیم ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: انسان کے حکیم ہونے سے مراد اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء کی معرفت حاصل کرنا اور اس علم کے مطابق نیک اور بھلائی کے کام کرنا ہے۔

سوال: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ''اَلْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ'' کی تشریح میں کیا نکتہ بیان فرمایا؟

جواب: فرشتوں نے اعتراف کیا کہ انہیں صرف اتنا ہی علم ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے اور حکیم بھی؛ یعنی اس کا علم کامل اور اس کی حکمت کامل ہے۔

سوال: حضرت آدمؑ کی پیدائش کے متعلق فرشتوں کا ابتدائی سوال کیا تھا؟

جواب: فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ زمین میں ایسی مخلوق بنائے گا جو وہاں فساد کرے گی اور خون بہائے گی، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں؟

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سوال کے جواب میں کیا فرمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ'' یعنی ''میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔''

سوال: فرشتوں نے آخر کار کیا اعتراف کیا؟

جواب: انہوں نے اعتراف کیا: ''لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ'' یعنی ہمیں اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھایا؛ یقیناً تو ہی علیم و حکیم ہے۔

سوال: انسان اور فرشتوں کے علم میں کیا فرق بیان ہوا؟

جواب: فرشتوں کا علم ان حدود کے اندر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہیں، جبکہ انسان کو علم میں ترقی کرنے کی قدرت دی گئی ہے اور وہ مختلف علوم و معارف حاصل کر سکتا ہے۔

سوال: انسان کی پیدائش میں کیا حکمت بیان ہوئی؟

جواب: انسان کو خیر و شر میں سے انتخاب کرنے کی قوت دی گئی ہے۔ وہ خیر کی طاقتوں کو اختیار کر کے محبت الٰہی کے جذبہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے اور صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن سکتا ہے۔

سوال: انسان کو فرشتوں پر ایک نمایاں امتیاز کیا حاصل ہے؟

جواب: انسان کو علم میں ترقی کرنے اور مختلف علوم و معارف حاصل کرنے کی قدرت دی گئی ہے، جبکہ فرشتے اپنے مقررہ دائرہ کار میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

سوال: ''فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا، مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ'' کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: انسان کو خیر و شر میں انتخاب کی آزادی اور صفاتِ الٰہیہ پیدا کرنے کی استعداد حاصل ہے، لیکن اس مقام تک پہنچنے کے لیے تقویٰ، مجاہدہ اور مسلسل نیکی کی محنت درکار ہے۔

سوال: انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر کیسے پیدا کر سکتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی تعلیم کو سمجھ کر، تقویٰ اختیار کر کے اور خیر و نیکی کے راستے پر عمل کر کے انسان اپنی زندگی میں صفاتِ الٰہیہ کا انعکاس پیدا کر سکتا ہے۔

سوال: حکمت کے حصول میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: تمام علوم میں سب سے اعلیٰ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کر لے وہ حقیقی معنوں میں حکیم ہے، خواہ وہ دیگر رسمی علوم میں بہت زیادہ ماہر نہ بھی ہو۔

سوال: ''رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ'' کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ حکمت کی اصل بنیاد ہے۔

سوال: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ''حکیم'' ہونے کا ایک مفہوم کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ مجرموں سے مؤاخذہ کرتے ہوئے بھی حکمت کے تقاضوں کو ترک نہیں کرتا؛ وہ غالب ہونے کے باوجود اپنے تمام فیصلے حکمت اور مصلحت کے مطابق کرتا ہے۔

***

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

''ہر ایک کو، ہر احمدی کو، ہر عہدیدار کو یہ سوچنا چاہئے کہ میں نے زیادہ سے زیادہ دوسرے کو کس طرح فائدہ پہنچانا ہے اور فائدہ پہنچانا ہی ہر ایک کے پیشِ نظر ہونا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ 21/جون 2013ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
SK ABDUL QADIR
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 91847-58900

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
Email:managerbadrqnd@gmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 15 October - 2026 Issue. 42

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
Email: badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

توکّل علیٰ اللہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ نمونہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9/اکتوبر 2026ء بمطابق 9/اخاء 1405/ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے توکّل کے واقعات بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ علاج معالجے میں حضورؑ کا طریق تھا کہ کبھی ایک ہی قسم کا علاج نہیں کرتے تھے، بلکہ ایک ہی بیماری میں انگریزی دوا بھی دیتے رہتے تھے اور یونانی بھی، جو کوئی شخص مفید بات کہہ دے اُس پر بھی عمل کرتے تھے۔ اگر کسی کو خواب میں کچھ علم ہوا ہو تو بعض دفعہ اس پر بھی عمل فرماتے تھے۔ ساتھ دعا بھی کرتے تھے اور ایک ہی وقت میں ڈاکٹروں اور حکیموں سے مشورہ بھی لیتے تھے۔ طب کی کتاب دیکھ کر بھی علاج میں مدد لیتے تھے۔ غرض علاج کو ایک مرکب بنا دیتے تھے اور اصل بھروسہ آپؑ کا اللہ تعالیٰ پر ہوتا تھا۔

انبیاء اور عام آدمی کی بے چینی کا فرق واضح کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں کہ اگرچہ انسان کو بشریت کے تقاضے سے اضطراب ہوتا ہے مگر وہ خاصہ بشریت ہے اور سب انبیاء بھی اس میں شریک ہیں۔ جیسا کہ جنگِ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اضطراب ہوا تھا۔ عام لوگوں اور انبیاء میں یہ فرق ہے کہ عام لوگوں کی طرح انبیاء کے اضطراب میں یاس کبھی نہیں ہوتی۔ ان کو اس امر پر یقین ہوتا ہے کہ خدا کبھی انہیں ضائع نہیں کرے گا۔ فرمایا:

میرا اپنا یہ حال ہے کہ اگر مجھے جلتی آگ میں بھی ڈالا جائے تو بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ ضائع کبھی نہیں ہوں گا۔ اضطراب تو ہوگا کہ آگ ہے۔ اس سے انسان جل جاتا ہے، مگر امید ہوتی ہے کہ ابھی آواز آئے گی کہ اے آگ! تُو ابراہیم کے لیے ٹھنڈی بھی ہو جا اور اس کے لیے سلامتی کا باعث بھی بن جا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ

کسی کو خوشی ہے کہ میرے پاس مال ہے، کسی کو خوشی ہے کہ میری اولاد بہت ہے اور کسی کو خوشی ہے کہ میرا جتھہ بہت ہے۔ مگر مَیں خوش ہوں کہ میرا خدا جو ہے وہ قادرِ مطلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکّل کرنے والے شخص کے لیے رزق پہنچاتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکّل کرے مَیں اُس کے لیے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہیے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک سب سے بڑے مشرک کیمیاگر ہیں۔ یہ رزق کی تلاش میں یوں مارے مارے پھرتے ہیں اور اُن اسباب سے کام نہیں لیتے جو رزق کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے جائز طور پر مقرر کیے ہیں۔ فرمایا:

تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ جسے یہ حاصل ہو اسے گویا تمام جہان کی نعمتیں حاصل ہوگئیں۔ یاد رکھو! متقی کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ وہ اُس مقام پر ہوتا ہے کہ وہ جو چاہتا ہے خدا اُس کے مانگنے سے پہلے مہیا کر دیتا ہے۔

مَیں نے ایک کشف میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔

پس یہ وہ نسخہ ہے جو تمام انبیاء اور اولیاء اور صلحاء کا آزمایا ہوا ہے۔ نادان لوگ اسے چھوڑ کر بوٹیوں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اتنی محنت اگر وہ بوٹیوں کے پیدا کرنے والے کے لیے کرتے تو سب من مانی مرادیں پا لیتے۔

پادری عبد اللہ آتھم کے لیے پندرہ ماہ میں ہلاکت کی پیشگوئی تھی۔ جب پندرہ ماہ کی میعاد پوری ہو رہی تھی تو اُس وقت بعض احباب رو رو کر دعائیں کر رہے تھے کہ آتھم مر جائے۔ مگر حضورؑ نے اُن احباب کے اس فعل کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ

کیا کسی کو خدا سے بھی بڑھ کر اُس کے کلام کے لیے غیرت ہوسکتی ہے؟ فرمایا کہ جب تم نے خدا کے فرستادے کو قبول کرلیا ہے تو چاہیے کہ اُس کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جاؤ۔

عبد اللہ آتھم کے ساتھ مباحثے کے دوران جب ایک موقعے پر بعض ایسے سوالات رکھے گئے جن کے جوابات بعض احباب کے نزدیک مشکل تھے اور اُن کی دانست میں ان کے جواب کے لیے مشورہ کیا جاسکتا تھا۔ ایسے میں مفید مطلب حوالے تلاش کر کے حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضورؑ! کل کے مباحثے کے لیے مشورہ کیا جاسکتا ہے۔ حضورؑ مسکرائے اور فرمایا: آپ کی دعا کافی ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ

انبیاء اکثر اُمور میں مشورہ لیتے ہیں اور اُن سے بڑھ کر کوئی مشورہ نہیں لیتا مگر بعض ایسے اوقات ہوتے ہیں کہ جن میں دوسرے واسطوں کو چھوڑ کر وہ محض خدا کی امداد پر بھروسہ کرنا پسند کرتے ہیں۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالاتِ اسلام کا عربی حصّہ تصنیف فرما رہے تھے تو آپؑ نے ایک بڑا دو ورقہ حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کو دیا تاکہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ کو فارسی ترجمہ کرنے کے لیے پہنچا دیا جائے۔ وہ ایسا مضمون تھا کہ اُس کی فصاحت و بلاغت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ناز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا مضمون سجھایا ہے۔ مگر حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ سے یہ دو ورقہ کہیں گِر گیا۔ جب حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے اُن صفحات کے متعلق پوچھا تو حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کا رنگ فق ہوگیا۔ بے حد تلاش کیا گیا مگر وہ نہ ملا۔ حضورؑ کو اطلاع ہوئی تو حسبِ معمول ہشاش بشاش باہر تشریف لائے اور خفا ہونا تو دُور کی بات، آپؑ اپنی طرف سے معذرت فرمانے لگے کہ مسودہ گم ہونے سے مولوی صاحب کو ناحق تشویش ہوئی۔ مجھے مولوی صاحب کی تکلیف کی وجہ سے بہت افسوس ہے۔

میرا تو یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے گم شدہ کاغذ سے بہتر مضمون لکھنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

اسلام کی خدمت جو شخص درویشی اور قناعت سے کرتا ہے وہ ایک معجزہ اور نشان ہو جاتا ہے۔ جو شخص جمعیت کے ساتھ کرتا ہے اُس کا مزہ نہیں آتا کیونکہ توکّل علیٰ اللہ کا پورا لطف نہیں رہتا اور جب توکّل پر کام کیا جائے تو اللہ مدد کرتا ہے اور یہ باتیں روحانیت سے پیدا ہوتی ہیں۔

فرمایا کہ

اصل میں توکّل ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جو انسان کو کامیاب اور بامراد بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اللہ پر توکّل کرتا ہے اللہ اُس کو کافی ہو جاتا ہے بشرطیکہ سچے دل سے توکّل کے اصلی مفہوم کو سمجھ کر صدقِ دل سے قدم رکھنے والا ہو اور صبر کرنے والا مستقل مزاج ہو۔ مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جائے۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ اگر انسان پر دین کے غم غالب آجائیں تو دنیا کے کاروبار کا خدا خود متکفّل ہو جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ بڑے بڑے حوادث روز ہو رہے ہیں مگر لوگ ہیں کہ پرواہ نہیں کرتے، توجہ نہیں کرتے۔ موسیٰؑ کے کافر ہی اچھے تھے کہ جب اُن پر عذاب نازل ہوتے تھے اُس وقت تو توجہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ٹل جائے تو مان لیں گے۔ مگر آج کل کے کافر اِن سے بھی زیادہ سخت جان ہیں کہ نِت نئے عذاب آتے ہیں، نئی نئی صورت میں خدا کا قہر نازل ہوتا ہے لیکن یہ ہیں کہ کان پر جوں نہیں چلتی۔ اللہ تعالیٰ کا قدیم سے یہ وعدہ تھا کہ آخری زمانے میں طرح طرح کے عذاب آئیں گے، اس وقت بعض ہدایت پا جائیں گے اور اکثر ہلاک ہوں گے۔ نشان تو خدا دکھاتا ہے مگر نشان سے وہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو مومن ہوتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دنیاداروں کو عقل دے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اپنی دنیا اور آخرت سنوارنے والے ہوں اور ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے ہیں ہمیں بھی ایمان اور یقین میں بڑھائے اور ہم دعاؤں کے ساتھ توکّل کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے والے اور اُس میں بڑھنے والے بھی ہوں۔

☆...☆...☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad